تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

اشاعت کے ۳۹ ر سال

۱۰ ر اکتوبر ۲۰۰۲ء

جغرافیہ کی نئی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین گول ہے، لیکن جغرافیہ کے استاد اور طالب علم معاف کریں،
میں تو دیکھ رہا ہوں کہ زمین ڈھلوان ہے، اس لئے کہ ساری قومیں اور ان کے تمام افراد اخلاقی بلندی سے
حیوانی پستی کی طرف لڑھکتے چلے آرہے ہیں اور روز بروز ان کی رفتار تیز ہوتی جارہی ہے۔

ہم مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم یہاں داعی کی حیثیت سے آئے تھے تم نے اپنی داعیانہ حیثیت اور اپنے آنے کا مقصد کھو دیا،
تم دعوت و محبت کے پیام کے ساتھ بھیجے تو عزت سے جیتے اور کامیاب و بامراد جیتے رہے،
اب تمہاری فلاح اس میں ہے کہ تم اپنی کھوئی ہوئی حیثیت اختیار کرو۔

مسلمان تاتاریوں کے سامنے جھکے، ان کی تلوار کے سامنے جھکے، لیکن تاتاریوں کی تلوار کو،
ان کے دلوں کو اور دماغوں کو مسلمانوں کی نافعیت کے سامنے اور ان کے پیام کے سامنے جھکنا پڑا۔

قوموں کے زندہ رہنے اور ترقی کرنے کے لئے دو چیزیں نہایت اہم ہیں
(۱) خطرے کا احساس اور (۲) مقصد سے وابستگی۔

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

Rs.7/-

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No. UP.URD./2001/6071
Office Ph.No. 787250 (Ext.) 18
Guest House 323864
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY
Vol.No 2 Issue No.14

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA)
Rs.7/=

Mobile:98390 95795
Phone: 0522-301658

قبا اوننگ

اودھ کی شان

اوننگ: ٹریس ☆ کھڑکی ☆ فکس

المونیم: کھڑکی ☆ دروازے ☆ سلنگ ☆ فلورک

ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے

ایک بار خدمت کا موقع دیں

ایم۔ اے۔ ملک، راج ۳۰۱ ر او شال کھنڈ گومتی نگر لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

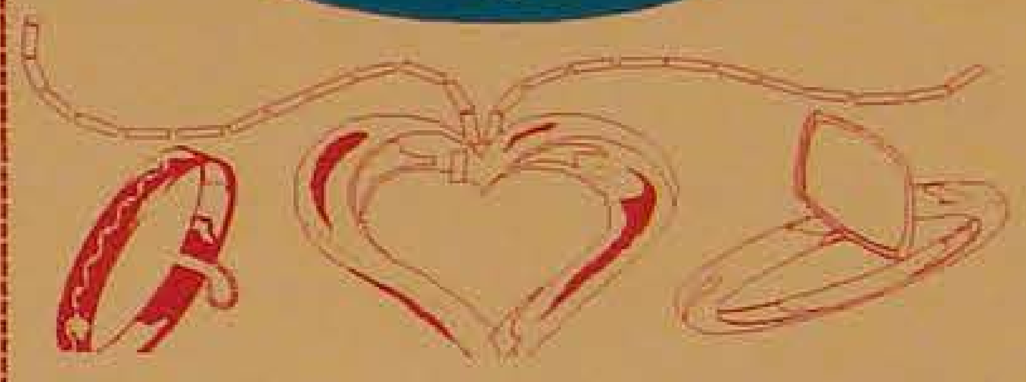

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

طلباء اور تاجران کتب کے لئے خاص رعایت

ہر قسم کے قرآن مجید مترجم وغیر مترجم، حمائلیں۔ قاعدے، پارے، پنج سورے اور عربی فارسی، درسی، طبی، عملیات کی کتابیں۔ ہائی اسکول، انٹر، ادیب، ادیب ماہر ادیب کامل وغیرہ کی گائیڈ اور گیس پیپر بہترین اور سستی قیمت پر ہم سے طلب کریں۔

نوٹ: آپ اپنی پسند، ضرورت کی کتابیں بذریعہ ڈاک بھی طلب کر سکتے ہیں۔

تاج بک ڈپو، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز

اعلیٰ کوالٹی۔ جدید ترین فیشن کے

Shirts Trousers Coat Suits, Embroidered Sherwanis, Pullowerrs, Jackets, Kurta, Vastecoatsuit, Night Suits & Ties

شادی۔ تیوہار۔ پارٹی کے لئے شاندار ذخیرہ

تشریف لائیں

men mark®
Men's Exclusive

58, Halwasia Maket, Hazratganj, Lucknow 227443

لیبل و کیپ پر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر

نورانی تیل

خریدیں

درد، زخم، چوٹ، جلنے، کٹنے، کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی مئوناتھ بھنجن (یوپی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزن لینس فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

اپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by Athar Husain on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p Editor. Shamsul Haq Nadwi

تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

اشاعت کے ۳۹ ر سال

جلد نمبر ۳۹ — ۱۰ ر اکتوبر ۲۰۰۲ء مطابق شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ — شمارہ نمبر ۲۲

زیر سرپرستی:

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

نگران خصوصی:

حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی

(معتمد تعلیم، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

پروفیسر وصی احمد صدیقی

(معتمد مال، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر عام

مولانا شمس الحق ندوی

معاون

ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

رئیس التحریر

امین الدین شجاع الدین

معاون

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا نذر الحفیظ ندوی • مولانا عبداللہ حسنی ندوی

• مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

زرِ تعاون

سالانہ -/۱۵۰ —— فی شمارہ -/۷

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک -/۳۵ ر ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک —— -/۲۰ ر ڈالر

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayaat

Post Box No. 93, Nadwatul Ulama Lucknow-226007

فون (دفتر) 787250 (ext) 18 مہمان خانہ (0522) 323864

Website : www.nadwatululama.org

e-mail : Nadwa@sancharnet.in

مضامین و مندرجات سے متعلق سارے امور میں رئیس التحریر سے خط و کتابت کی جائے اور انتظامی امور میں مدیر عام سے رجوع کریں۔

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسیٹ پرنٹنگ پریس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

چراغ راہ	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پُرتاثیر دعا	۲
مرتب کی میز سے	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۳
اداریہ	عزم و حزم کی ضرورت	۵
تعلیم القرآن	اطمینانِ قلب کی دولت	۷
تعلیم الحدیث	دعاء کی اہمیت	۸
سخن دلنواز	مسلمانوں پر ایک نظر	۹
روبرو	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی سے ایک انٹرویو	۱۱
اسلامی مہینے	ماہِ شعبان کی فضیلت و برکت	۱۴
گوشۂ اسلاف	بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ	۱۶
پیام سیرت خیر الانامؐ	رسالت کے سایہ میں	۱۹
عقیدت کے پھول	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰
محاسنِ اسلام	انسان اپنے کو پہچان	۲۱
فقہ و فتاویٰ	احکام و مسائل	۲۴
اخبار و افکار	حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا سفر کلکتہ	۲۵
اخبار امت	پرسنل لا بورڈ کی عاملہ کا اجلاس: ایک رپورٹ	۲۷
رودادِ چمن	جمعیۃ الاصلاح کے سالانہ جلسے	۲۸
تعارف و تبصرہ	تذکرۃ الصدیق	۳۰
قندِ مکرر	تعمیر حیات کا ایک ورق: ۳۹ ر سال پہلے	۳۱

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک

پُرتاثیر دعا

اسلام کی تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی اس بات سے واقف ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف کے سفر میں کس قدر تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ زخموں اور غموں سے نڈھال ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے تاکہ اوباشوں کے شر سے راحت ملے۔ یہ باغ ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ کا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگوروں کے سایہ میں بیٹھ گئے۔

قدرے اطمینان حاصل ہونے پر اس باغ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کے حضور درج ذیل دعا مانگنی شروع کی۔ ملاحظہ فرمایئے کہ کس قدر درد و کرب ہے اس دعا کے ایک ایک لفظ میں اور رب قدیر کے حضور اپنی بے بسی و بے کسی اور بندگی کے اظہار کی کیسی شان ہے اس میں!...... آزمائشوں کے دور سے گزرنے والی ملت کے لئے اس دعا میں، اس کے پس منظر اور مطالعہ میں بھی بڑا مرہم ہے اور عملی پیغام بھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَشْكُو اِلَيْكَ ضُعْفَ قُوَّتِی وَقِلَّةَ حِيْلَتِی وَهَوَانِی عَلَى النَّاسِ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَاَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فَاَنْتَ رَبِّی اِلٰى مَنْ تَكِلُنِی اِلٰى بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِی اَوْ اِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ اَمْرِی اِنْ لَّمْ تَكُنْ سَاخِطًا عَلَیَّ فَلَا اُبَالِی وَلٰكِنَّ عَافِيَتَكَ هِیَ اَوْسَعُ لِی اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِی غَضَبَكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ (مظہری باختصار)

”یا اللہ! میں آپ سے شکایت کرتا ہوں اپنی قوت کے ضعف اور کمی کی اور اپنی تدبیر کی ناکامی کی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی خفت و بے توقیری کی اور آپ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں اور آپ کمزوروں کی پرورش فرمانے والے ہیں، آپ ہی میرے رب ہیں، آپ مجھے کس کے سپرد کرتے ہیں، کیا ایک غیر آدمی کے جو مجھ پر حملہ کرے یا کسی دشمن کے جس کو آپ نے میرے معاملہ کا مالک بنا دیا ہے (کہ جو چاہے کرے) اگر آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں تو مجھے ان سب چیزوں کی پروا نہیں لیکن آپ کی عافیت میرے لئے زیادہ بہتر ہے (اس کو طلب کرتا ہوں) میں آپ کی ذاتِ مبارک کے نور کی پناہ لیتا ہوں جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو جاتی ہیں اور اس کی بنا پر دنیا و آخرت کے سب کام درست ہو جاتے ہیں، اس بات سے کہ مجھ پر اپنا غضب نازل فرمائے، ہمارا کام ہی یہ ہے کہ آپ کو راضی کرنے اور منانے میں لگے رہیں، جب تک کہ آپ راضی نہ ہو جائیں۔ اور ہم تو کسی برائی سے بچ سکتے نہیں، نہ کسی بھلائی کو حاصل کر سکتے ہیں، بجز آپ کی مدد کے۔“

رئیس التحریر کی میز سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام!

الحمد للہ تعمیر حیات کا تازہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یوں تو اس رسالہ کا سفر ۳۳ رسال سے جاری ہے لیکن بات محض ۳۳ ربرسوں کی نہیں ہے بلکہ یہ دراصل اس فکر کے تسلسل کی ایک کڑی ہے جس کو "ندوی فکر" کہتے ہیں...اور ندوی فکر نتیجہ اور حاصل ہے ان بابصیرت وصاحب فراست علمائے حق کی اس تحریک کا جسے تحریک "ندوۃ العلماء" کہتے ہیں...اپنی نوعیت کی جامع، متوازن اور اسلام کی نمائندہ تحریک!!اور یہ تحریک بھی دراصل اسی تسلسل کی ایک کڑی تھی جسکا سرا اُس پیغام اور مشن سے جاملتا ہے جسے اسلام کہتے ہیں اور اس نور سے جاملتا ہے جسکی کرنیں غار حراء سے پھوٹیں اور جن کی بدولت دنیا کی پھوٹی قسمت سنور گئی۔

صدیاں بیت گئیں، اس اثناء میں نور اور ظلمتوں کی کشمکش بھی برابر جاری رہی اور موجودہ دور میں تو یہ ظلمتیں بظاہر شباب پر معلوم ہوتی ہیں لیکن ان ظلمتوں کے شباب کی مثال ایسی ہی ہے گویا چراغ بجھنے سے پہلے بھڑک رہا ہو...اس کے مقابلہ میں ہمارے پاس اسلام کا وہ نور ہے جو کبھی ماند نہیں پڑسکتا... ہاں! اسلام کے ماننے والوں میں وقتی وعارضی سستی وکاہلی اور مایوسی وافسردگی پیدا ہوسکتی ہے لیکن طوفانوں کے تھپیڑے انھیں پھر خواب غفلت سے جگادیتے ہیں... چنانچہ پالنہار کی مرضی کے مطابق وہ سنسار کی تخریب چاہنے والوں کے مقابلے میں تعمیر گلستاں کا عزم لے کر آگے بڑھتے ہیں... "تعمیر حیات" کے اجراء کے پیش نظر بھی یہی جذبہ کارفرما رہا تاکہ اس کے ذریعے تعمیر فکر کا کام لیا جاسکے اور اسلام کے اس حیات بخش پیغام کو عام کیا جاسکے جو صرف مسلم معاشرہ ہی کے لئے نہیں بلکہ جاں بہ لب انسانیت کے لئے بھی ناگزیر ہے...اور رہی بات تاریکیوں کی!! تو ہم افسردہ خاطر کیوں کر ہوں کہ ع

ایسی بھی کوئی شب ہے جس کی سحر نہ ہو

ہمیں خوشی ہے کہ اس شمارہ سے کچھ نئے کالم شروع کئے جارہے ہیں مثلاً آپ "روبرو" کے کالم میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا انٹرویو "گوشۂ اسلاف" کے کالم میں علامہ سید سلیمان ندویؒ، "سیرت پیام خیر الانامؐ" میں مولانا عبداللہ عباس ندوی اور "محاسن اسلام" میں مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی کے مضامین ملاحظہ فرماسکیں گے۔ آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ آپ مزید نئے کالمز کا اضافہ پائیں گے۔ آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔ والسلام

آپ کا

امین شجاع

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

بیرونی ممالک میں ہمارے نمائندے

مدینہ منورہ — **Mr. Tarique Hasan Askari**
P.O. Box No. 3040,
Madina Munawwara, (K.S.A.)

برطانیہ — **Dr. M. Akram Nadwi**
Oxford Center for Islamic Studies,
George Street, Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ — **Mr. M. Yahya Sallo Nadwi**
P.O. Box. No. 388, Vereninging (S. Africa)

دبئی — **Qari Abdul Hameed Nadwi**
P.O. Box. No. 12525, Dubai (U.A.E.)

دبئی — **Mr. Mohd. Khalid Nadwi**
P.O. Box. No. 51625, Dubai (U.A.E.)

قطر — **Dr. Aftab Alam Nadwi**
P.O. Box. No. 1513, Doha, Qatar

امریکہ — **Dr. A. M. Siddqui**
98-Conklin Ave. Woodmere,
New York 11598 (U.S.A.)

شرائط ایجنسی

۱- پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲- فی کاپی ۱۵ر روپے کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳- کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱- تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ ۴۰ر روپے۔
۲- تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ ۵۰ر روپے
۳- کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا۔ جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴- اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵- انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر ۸۰ر روپے۔

- ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں۔
- خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں۔
- دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے، سالانہ چندہ مبلغ ۱۵۰ر روپے ارسال فرمائیں۔
- مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

(منیجر)

ملّی مسائل کے حل کے لئے عزم وحزم کی ضرورت

مسلمانوں کی حکمتِ عملی کیا ہو؟

(حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی)

ہندوستان میں سال رواں مسلمانوں کے لئے خاصی فکرمندی اور تکلیف دہ حالات کا سال رہا ہے، اور ابھی اس کے اثرات باقی ہیں، اس میں جارحانہ ہندواحیائیت کی وہ منصوبہ بندی، جس کا آغاز آج سے نصف صدی قبل ہوا تھا ایک حد تک برگ وبار لائی، اور اس نے اپنی کوششوں کی کھیتی سے کچھ پیداوار حاصل کی۔

ہندواحیائیت نے مخالف اسلام پروپیگنڈے اور مسلم دشمنی کے پرچار سے یہ کام شروع کیا تھا، اور حکومتوں کے افراد اور ملک کے سیاست داں عام طور پر ان تخریبی کوششوں کو غیر اہم سمجھ کر، یا اس کو اپنے مذہبی تعصب کے ذہنی تقاضہ کے مطابق سمجھ کر نظر انداز کرتے رہے تھے، حتی کہ وہ وقت آگیا کہ اس منصوبہ بندی کے عملی نتائج سامنے آنا شروع ہوئے، جس کا اظہار گجرات میں ہوا، اور اگر ہندوستان کے سارے سیکولر پریس اور عالمی رائے عامہ نے اس کی مذمت نہ کی ہوتی تو شاید گجرات کے اس ایک طرفہ شر وفساد کو ایک ریہرسل کی حیثیت دے دی جاتی، اور آگے کے لئے قدم بڑھتا، اور ظاہر ہے کہ قدم اب جو رُکے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے، مسلم دشمنی کے بیانات آتے رہتے ہیں۔ اب یہ ملک کے سیکولر ڈھانچہ کو صحیح سمجھنے والوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ ملک کے غلط رخ پر جانے کو کس طرح وہ روکیں، تاکہ ملک یکجہتی اور جمہوریت وترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے سامنے یہ مسئلہ ہے کہ ان کی ذمہ داری کیا ہے؟ اس سوال کا بنیادی جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کا رویہ، جب کہ وہ اس ملک میں ایسی اقلیت میں ہیں جس کا اکثریت کے مقابلہ میں تناسب تقریباً ۱/۵ کا ہے، بڑے حزم وعزم کا ہونا چاہئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ معاملات کو سلجھانے اور حالات کا مقابلہ کرنے میں سوجھ بوجھ اور اسی کے ساتھ عزم وہمت کو اپنا وطیرہ بنانا۔ حزم یہ ہے کہ حالات کا بروقت جائزہ لینا اور پھر اس کے تقاضہ کے مطابق طریقۂ کار طے کرنا۔ اور عزم کا مطلب ہے کہ جو تدابیر موقع ومحل کے مطابق معلوم ہوں ان کو ہمت وعزیمت کے ساتھ بروئے کار لانا۔ یہی دو جہتیں ہیں جن میں مسلمانوں سے کوتاہی ہوتی رہی ہے، اور سچی بات یہ ہے کہ مسلمان اس سلسلہ میں عموماً غفلت سے کام لیتے رہے ہیں، ان کے مخالفین منصوبہ بندیاں کرکے اپنی منصوبہ بندیوں کا نفاذ کرتے رہے۔ اور مسلمان پیش آمدہ صورت حال کو کم اہم سمجھ کر نظر انداز کرتے رہے، اور اگر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل نہ ہوتا تو یہ صورت حال مزید پہلے شروع ہوگئی ہوتی، اور بہت سنگین ہوتی۔

ہندواحیائیت کی جو رَو اس وقت نظر آرہی ہے، بلکہ جس پر عمل درآمد ہو رہا ہے، اس کا تانا بانا ایک تو سیاسی ہے، اور دوسرا تعلیمی وابلاغی ہے، جہاں تک اس کے سیاسی رخ کا تعلق ہے تو اس کا مقابلہ سیاسی طریقوں ہی سے کیا جاسکتا ہے، اور اس ملک میں اس وقت جو سیاسی مزاج حاوی ہے وہ ہے حصول حکومت اور ذاتی پارٹی کو مضبوط بنانے کا۔ اور اس میں مذہبی انداز کو عموماً اہمیت حاصل نہیں ہے، اس کے معاملات کو مسلمان کہیں اپنے تعاون اور کہیں عدم تعاون کے ذریعہ حل کرسکتے ہیں، جیسا کہ عموماً انجام پارہا ہے، اس میں ضرورت پڑنے پر ذمہ داروں سے رابطہ اور افہام وتفہیم کا طریقہ اختیار کرنا اور انتخابات میں شخص سے زیادہ پارٹی کی اہمیت کو سمجھنا ہے، اور بتقاضائے حکمت عملی مناسب طریقہ اختیار کرنا ہے۔ اور دوسرا پہلو جو تعلیمی وابلاغی ہے، وہ دراصل بہت ہی اہم ہے، اس کے لئے مسلمانوں کو اس کے مقابلہ کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرنا ہوگی، اولاً مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کرکے پیش کرنے کا جو سلسلہ ایک عرصہ سے چل رہا ہے، اور جس کو اولاً انگریزوں نے اپنے زمانہ حکومت میں شروع کیا تھا، تاکہ مسلمانوں کی ثقافتی واخلاقی برتری کو مٹا سکیں، اسکے رد واصلاح کے لئے مسلمانوں نے کوئی ٹھوس کام نہیں کیا،

مسلمان دانشوروں نے مسلمانوں کی تاریخ کو صاف وستھرے انداز میں اپنوں اور غیروں کے سامنے لانے کی تدبیر نہیں کی، کالجوں ویونیورسٹیوں میں غیروں کی تصنیف کی ہوئی کتابیں پڑھائی جاتی رہیں، بلکہ مسلمانوں کی طرف سے چلائے جانے والے کالجوں میں بھی وہی پڑھائی جاتی رہیں، اس کی وجہ سے غیر مسلم تو غیر مسلم، خود مسلمانوں کے ذہنوں کو بھی ان کتابوں نے مسموم کیا، چنانچہ سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے بہت سے نوجوانوں کے ذہنوں میں بھی مسلمانوں کی پسماندگی اور ابتری کی بڑی وجہ اسلامی تعلیمات اور ان پر عمل کرنا سمجھا جاتا ہے، ان کتابوں میں مسلمانوں کی تاریخ کے واقعات کو عموماً اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ ان سے مسلمانوں کی پسماندگی بلکہ تشدد وبربریت کی تصویر سامنے آتی ہے، پھر ہندو احیائیت کے مسلم دشمن داعیوں نے مسلمانوں کی تاریخ کے واقعات کو ہندو دشمنی کا رنگ دیکر مسلم دشمنی کی فضا پیدا کی، اپنے روزمرہ کے تربیتی پروگراموں میں باقاعدہ ان کو مسلم بیزاری کا ذریعہ بنایا، جس کے نتیجہ میں موجودہ صورت حال کا پیدا ہو جانا بالکل مستبعد نہیں تھا، اب بھی وقت گیا نہیں ہے، وہ کام جو ہم کو پہلے سے کرنا چاہئے تھا اس کا ہم اب بھی اہتمام کریں تو حالات کو بہتر بنانے میں ضرور مدد ملے گی۔ ہمارے دانشور غیر مسلم دانشوروں سے رابطے قائم کریں، اور اسلامی طور وطریق وتعلیمات کو حکمت عملی کے ساتھ ان کی صحیح شکل میں ان کے سامنے لائیں، خواہ یہ سیمناروں کی صورت میں ہو اور خواہ نجی طریقوں سے ہو، اور اسی کے ساتھ ساتھ ہم اپنی عملی زندگیوں کو اسلام کی دی ہوئی خوبیوں سے مزین کریں، اور غیر مسلموں کے ساتھ اپنے تعلقات میں صحیح اسلامی اخلاق اور خوبیوں کا اظہار ہو تو کم از کم وہ غیر مسلم جن سے مسلمانوں کے تعلقات ہیں، مسلمانوں کو اسلامی خوبیوں کے ساتھ دیکھ کر ان کے ذہن صحیح ہوں گے، پھر ان کے ذریعہ دیگر غیر مسلموں کو مسلمانوں سے جو بدگمانیاں ہیں، وہ دور ہوں گی۔ اور اس ملک میں جہاں مختلف طبقات، مختلف نسلوں، مختلف مذہبوں کے لوگ آباد ہیں یہاں کے سب رہنے والے آپسی تعاون وہمدردی کے ساتھ ملک کی ترقی اور خوش حالی کو بڑھا سکیں گے۔

اس ملک کے وہ دانشور اور رہنما جو مسلم دشمنی کو فروغ دینے کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں، ان کو بھی سمجھنا چاہئے کہ ان کے مسلم دشمنی کے طریقوں سے یہاں کے باشندوں کے درمیان جو ٹکراؤ ہو رہا ہے، وہ ملک کے لئے بہت مضر ہے، اب دنیا سمٹ کر ایک محلہ بن گئی ہے، کوئی خبر اب پردۂ خفا میں نہیں رہتی، ایک چھوٹے واقعہ سے بھی دنیا کے دوسرے حصوں میں واقفیت حاصل ہو جاتی ہے، اور جمہوریت و آزادی کے اس دور میں ہر طرف سے نکیر وتنقید ہونے لگتی ہے، اور بالآخر ظالم کو اپنے ظلم سے رکنا پڑتا ہے، اور جمہوریت وآزادی کی قدروں کو خواہ ظاہری طور پر ہو، اختیار کرنا پڑتا ہے۔

اسی طرح اب کوئی بڑا فرقہ خواہ کتنا مضبوط ہو، اپنے سے چھوٹے فرقہ کو ختم نہیں کر سکتا۔ فوجی سیاست کا دور اب ختم ہو چکا ہے، اب صرف جمہوریت اور سیاسی حکمتِ عملی کا دور ہے، اب اسی سے قومی مقاصد کی تکمیل کی جاتی ہے، اور مسلمانوں کے متعلق خود مسلمانوں کو اور غیر مسلموں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اب اتنی بڑی تعداد میں اور دنیا کے تمام خطوں میں ہیں کہ ان کو کوئی بڑی سے بڑی طاقت ختم نہیں کر سکتی، صرف نقصان پہونچا سکتی ہے، تکلیف دے سکتی ہے، زندگی کے کچھ فوائد سے محروم کر سکتی ہے، لیکن ان کو نہ فنا کر سکتی اور نہ ان کو مٹا سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو مجموعی طور پر قیامت تک باقی رہنے کے لئے پیدا کیا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرما دیا ہے کہ: ﴿ و ما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ، و يعفو عن كثير ﴾ کہ تم کو جو مصیبت پہونچتی ہے وہ خود تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بہت سی باتوں کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنے اوپر ہونے والے مصائب کو اسی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ ان کا اصل سبب ان کی بدعملیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں، مصیبتوں سے بچنے کا اصل اور بڑا علاج ان بدعملیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے میں ہے، ہم کو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے بتقاضائے وقت تدابیر اختیار کرنا چاہئے، اور ہمارے غیر مسلم ذمہ داران سیاست وحکومت کو بھی سمجھنا چاہئے کہ ملک کے باشندوں کے درمیان عداوت وٹکراؤ پیدا کرنے سے خود ملک کی ترقی اور خوش حالی کو کس قدر بڑا نقصان پہونچ رہا ہے، اور مزید پہونچنے کا امکان ہے۔ ❁❁❁

تعلیم القرآن

اطمینان قلب کی دولت

مولانا محمد الحسنیؒ

”الا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ“

(الرعد: ۲۸)

(یاد رکھو! اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے)

اس زمانے میں ہر جگہ بے چینی اور بے قراری ہے، غریب وامیر، مرد وعورت، جوان اور بوڑھا، ہر ایک بے اطمینانی اور بے چینی محسوس کر رہا ہے، اس بے چینی اور بے قراری کو نہ دولت دور کر پا رہی ہے، نہ عزت وقوت ختم کر رہی ہے، نہ حسن وجمال اور خوش خُلقی سے اطمینان نصیب ہو رہا ہے، ہر ملک، ہر قوم، ہر جماعت اور ہر فرد اپنی زندگی میں ایک کسک اور بے چینی سے دو چار ہے، آپ کسی امیر سے امیر آدمی سے پوچھئے جس کے یہاں اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے، تو وہ ایک انجانی بے چینی اور دل کی بے قراری کا شکوہ کرے گا اور اندرونی فکر اور کھا جانے والے غم کا رونا روئے گا، آپ کسی بڑے سے بڑے عہدے پر متمکن آدمی سے اس کے دل کا حال پوچھیں گے تو وہ صرف سکون واطمینان کی کمی کا ذکر کرے گا، اور جو لوگ ذکر نہ کریں گے تو وہ خود اندر ہی اندر اس کسک اور بے چینی سے گھل رہے ہوں گے، آپ غور کیجئے کہ زندگی کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر نعمت سکون واطمینان، چین وقرار ہی سے لوگ کیوں محروم ہیں؟ اور ایک انجانا غم کیوں ان کو گھلائے جا رہا ہے؟ کوئی موت و بیماری سے، کوئی غربت وافلاس سے، کوئی خانگی پریشانیوں سے، کوئی کسی فکر سے، کوئی کسی غم سے نڈھال کیوں ہے؟ اور اس کا دل مردہ کیوں ہوتا جا رہا ہے؟ اب سے صدیوں پہلے زندگی کے یہی لیل ونہار تھے، دولت بھی تھی، غربت بھی تھی، لوگ مرتے بھی تھے، صحیح وتندرست بھی رہتے تھے، خانگی پریشانیاں بھی آتی تھیں، اور بیماریاں بھی ہوتی تھیں، لیکن دلوں میں سکون تھا، اطمینان تھا، اس کی وجہ کیا ہے؟

بات یہ ہے کہ زندگی کی نعمتِ بے بہا دنیا کی دولت سے حاصل نہیں ہوتی، یہ صرف اللہ کے خوف، اللہ کی یاد اور اس پر بھروسہ سے ملتی ہے، کسی فرد یا جماعت کی اجارہ داری نہیں ہے، جو اللہ کا نام لیتا تھا، صبح وشام اللہ کو یاد کرتا تھا، اس پر بھروسہ کرتا تھا، خدا اس کو نعمت سے نوازتا تھا، تو اس کو اپنی جھونپڑی میں اس نعمت کا مزہ آتا تھا، غریب کو اپنی غربت میں اس کا لطف محسوس ہوتا تھا، امیر کو اپنے ایوان امارت میں اس کی حلاوت محسوس ہوتی تھی، بیمار کو اپنی بیماری میں سکون ملتا تھا، اور جب اس دنیا کو چھوڑ کر اور آرام وراحت سے منہ پھیر کر جاتا ہوتا تھا تو مسکراتے ہوئے ”فزت ورب الكعبة“ (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوا) پڑھتا ہوا جان جانِ آفریں کے سپرد کرتا تھا اور اس کے عزیز واقارب، دوست واحباب اس کو رخصت کرتے تھے تو اس حال میں کہ ان کا دل مطمئن ہوتا تھا۔

اُس دور کی پوری سوسائٹی اس نعمت سے سرفراز کی گئی تھی، سب لوگ اپنے مالک کو یاد کرتے رہتے تھے، اور اس پر بھروسہ کرتے تھے، یہ ایک نسخۂ کیمیا ہے، آج بھی جس کا جی چاہے اس کا تجربہ کر لے، یہ نسخہ، نسخۂ شفا ثابت ہوگا۔ جو بھی بے قرار ہو، خواہ وہ بے قراری کسی بھی قسم کی ہو اس دوا کو استعمال کرے یعنی اللہ کا نام لے، اس کو یاد کرے، اس کا ذکر کرے، اس کی لَو لگائے، اس پر بھروسہ کرے، اور جو مانگے، اسی سے مانگے، تو اللہ اس عمل سے اس کی ہر طرح کی بے قراری اور بے چینی دور کرے گا، اس پر صدیوں تجربہ کیا گیا اور سو فیصدی کامیاب رہا ہے، اور کیوں نہ کامیاب ہو، جس نے ہم کو، آپ کو پیدا کیا، اور جس کو ماں باپ سے زیادہ ہم سے محبت ہے، وہی یہ نسخہ بتا رہا ہے، اور اس کے سو فیصدی فائدہ کی ضمانت لے رہا ہے۔ ★

تعلیم الحدیث

دعا کی اہمیت

مولانا بلال عبدالحی حسنی

عن ابی هريرة رضی الله عنه ، عن رسول ﷺ قال: "ليس شيئ اكرم على الله من الدعاء"

(ترجمہ: اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز باعث شرف نہیں)

(رواہ الترمذی فی باب ماجاء فی فضل الدعاء)

وائدہ: بارگاہِ الٰہی میں جو چیز سب سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ بندہ کی بندگی ہے، اور بندگی میں جتنا زیادہ بندہ کو اپنے ضعف و احتیاج کا احساس ہوتا ہے، اللہ کو اتنا اس پر پیار آتا ہے۔ حقیقت میں یہ دعا بھی اپنی ضرورت کے اظہار اور مالک الملک کے سامنے اپنی بے مائگی کے اسی احساس کا نام ہے، اور بلاشبہ یہ عبادت کی روح ہے، اسی لئے فرمان نبوی ﷺ ہے" الدعاء مخ العبادة" یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

رسول ﷺ ہر اہم موقع پر دعا کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور یہ نبوت جامعہ کے ساتھ آپ ﷺ کی عبدیت کاملہ کا ایک مظہر تھا۔ آپ ﷺ سے مختلف مواقع کی مختلف دعائیں منقول ہیں جن کا اہتمام کرنا بڑی برکت کی چیز ہے۔

دعا کرنے والے کو جس قدر اپنی عاجزی و بے بسی کا احساس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اتنی ہی اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔ دعا کرنے والا بہر حال محروم نہیں رہتا، یا تو منھ مانگی مراد ملتی ہے یا اس کے عوض کوئی مصیبت ٹال دی جاتی ہے، ورنہ آخرت میں اس کا اجر یقینی ہے اور اجر بھی ایسا کہ قیامت میں بندہ اسکو دیکھ کر کہے گا کہ کاش میری کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوتی اور اس کا اجر مجھے یہاں مل جاتا۔

دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرے، پھر درود شریف پڑھے اور دعا کرے، دعا اپنے لئے بھی کرے، اپنے عزیزوں اور اہل تعلق کے لئے بھی کرے اور عام مسلمانوں کو بھی شامل کرے، حدیث میں آتا ہے کہ غائبانہ کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا بہتر ہے کہ یہ احتیاج کی علامت ہے، فارغ ہو کر اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے، جامع دعاؤں کا زیادہ اہتمام کرے اور پورے یقین کے ساتھ دعا کرے، تنگی اور پریشانی کے وقت بھی دعا کرے اور خوشحالی کے زمانہ میں بھی۔

بلاشبہ دعا سے غفلت بڑی محرومی کی بات ہے، دعا انفرادی بھی ہوسکتی ہے، اور اجتماعی بھی، سِرّی بھی، اور جہری بھی ہوسکتی ہے، لیکن زیادہ اہتمام انفرادی اور سِرّی دعاؤں کا کرنا چاہئے کہ اس میں زیادہ حضوری نصیب ہوتی ہے اور ریا کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔

ساعاتِ اجابت کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، خاص طور پر جمعہ کے دن، تہجد کے وقت اور بعد نماز عصر قبیل مغرب قبولیت کی گھڑیاں ہیں، سفر میں بھی دعا کی قبولیت کا ذکر حدیث میں آتا ہے، دوسرے سے بھی دعا کی درخواست کرنی چاہئے، اس کا بھی ذکر حدیث میں آتا ہے۔

مسنون اور جامع دعائیں یاد نہ ہوں تو ان کو یاد کرلینا چاہئے۔ اب اس مضمون کو ایک جامع دعا پر ختم کیا جاتا ہے، حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ﷺ نے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں جو اکثر ہمیں یاد نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں ایسی دعا نہ بتاؤں جو ساری دعاؤں کی جامع ہو؟ وہ دعا یہ ہے۔

" اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ أَسأَلُكَ خَيْرَ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ "۔

دعائے مغفرت

دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء کے کارکن جناب نیاز احمد صاحب کے حقیقی پھوپھا حاجی علی حسن صاحب کا پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد ۲۳ر ستمبر ۲۰۰۲ء کو اپنے وطن مخدوم پور اعظم گڈھ میں انتقال ہوگیا 'انا للہ وانا الیہ راجعون'۔

مرحوم نیک سیرت، خلیق وملنسار اور دیندار و پرہیزگار آدمی تھے، اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے، قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

سخن دلنواز

مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تین اثر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

آپ کی نظروں سے اس مفہوم کی حدیث مبارکہ بارہا گزری ہوگی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر قومیں اس طرح اکٹھا ہوجائیں گی اور ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے لگن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔۔۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے ہوگا، تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ نہیں۔۔۔ "تم بہت ہوں گے لیکن تمھارا رعب ان کے دلوں سے اُٹھ جائے گا۔ تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہوجاؤ گے"۔۔۔ اگر عالم اسلام کی موجودہ صورتِ حال پر ایک عام شخص بھی غور کرے تو وہ یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہے گا کہ ہمارا رعب اغیار کے دلوں میں باقی نہیں رہا لیکن سوال یہ ہے کہ وسائل ہونے کے باوجود مسلمانوں کو مسائل کا سامنا آخر کیوں ہے؟ پوری سنجیدگی سے ہمیں اس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہیے، ترجیحی بنیاد پر اس وقت کرنے کا ایک کام یہ ہے کہ ملت اپنے اصل مرض کی تشخیص کرے اور پھر اس کے علاج کی فکر کرے۔

زیر نظر مضمون میں مفکر اسلامؒ نے نہ صرف ملت کے مرض کی تشخیص فرمائی ہے بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا علاج بھی تجویز فرمایا ہے۔۔۔۔ اس تحریر میں حضرت مفکر اسلامؒ کا سوزِ دروں سطر سطر سے جھلک رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس سوزِ دروں کو عام کیا جائے۔ بقول اقبال

مرے قافلہ میں لٹا دے اسے
لٹا دے، ٹھکانے لگا دے اسے

اس وقت کہیں مسلمانوں کی تعداد سن کر اور ایک جگہ ان کا مجمع دیکھ کر دل پر تین قسم کے نہایت مختلف اثر ہوتے ہیں۔

مسرّت، حیرت اور حسرت۔

مسرّت: مسرّت اس کی کہ الحمد للہ ایک وقت تھا کہ رُوئے زمین پر کلمہ گو انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور یہ وہ تھے جو ساری دنیا کی اصلاح کو نکلے تھے اور پوری امت کہلاتے ہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ (آل عمران)

"تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی لوگوں میں، اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو"۔

اور جن کو قریبی زمانہ میں زمین کا نقشہ اور قوموں کی تقدیریں بدلنی تھیں اور جنھوں نے اس تعداد پر خشکی اور تری سے دشمنی مول لے لی تھی۔

مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا، پہلی مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰، دوسری میں ۶۰۰ اور ۷۰۰ کے درمیان تھی، اور تیسری مرتبہ مردم شماری میں مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے تو پھر اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اطمینان کی سانس لی کہ اب ہم ڈیڑھ ہزار ہوگئے ہیں۔ اب ہمیں کیا ڈر ہے؟ ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم اکیلے نماز پڑھتے اور پھر بھی ہر طرف سے دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا۔

(صحیح بخاری باب کتابۃ الامام للناس)

بہر حال شکر کا مقام ہے، اور اللہ کا احسان ہے اور یہ احسان اس نے ایک جگہ جتایا ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الانفال)

''اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے، مغلوب پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو لوگ، پھر اس نے تم کو ٹھکانہ دیا، اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے، عطا کیں تم کو پاک چیزیں تاکہ تم شکر کرو''۔

ایک نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس طرح یاد دلایا۔

وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ

''اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو تمھیں زیادہ کردیا''

آج صرف ایک جگہ اسلام کے مرکز سے ہزاروں میل دور مسلمان کہلانے والوں کی اتنی صورتیں نظر آسکتی ہیں، جن سے بہت کم کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی تھیں اور خواب میں بھی نظر نہیں آتی تھیں، اور ان کے زرق برق لباس اور بیش قیمت پوشاک کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہرتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ مکہ کا نازوں کا پلا امیر زادہ مصعب بن عمیرؓ کہ جو جس وقت مکہ کی گلیوں میں نکلتا تھا تو دو دو سو روپے سے کم کی پوشاک جسم پر نہ ہوتی تھی اور آگے پیچھے غلام ہوتے تھے اور جس سے رسول اللہ ﷺ کو بہت ہی محبت تھی اور جس کے ہاتھ میں جنگِ اُحد میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا جب اُحد میں شہید ہوتا ہے تو اس کے ترکہ میں اور مسلمانوں کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو فراغت سے کفن دے سکیں، صرف ایک کمبل ہوتا ہے کہ جب اس سے سر چھپاتے تو پیر کھل جاتے اور پیر چھپاتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''سر چھپا دو اور پیر پر گھاس ڈال دو''۔

حیرت: اور ایسی حیرت ہے کہ عقل کام نہیں کرتی اور سکتہ طاری ہوجاتا ہے کہ ان شتر بانوں اور خانہ بدوشوں کی کیا کایا پلٹ ہوئی کہ پلک جھپکاتے میں شتربان سے جہاں بان بن گئے، قیصر و کسریٰ کے تاج پیروں سے روندے، زمین کا جغرافیہ بدل دیا، دنیا کی تاریخ بدل دی، دنیا بدل دی، پھر دیکھتے دیکھتے ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ جہاں سے چلے تھے اس سے بھی پیچھے ہٹ گئے، وہ کیا چیز تھی جو آئی اور گئی؟ حیرت اس کی ہے جب وہ مٹھی بھر تھے، ایک گھر بھر بھی نہیں تھے تو بحر و بر پر چھائے ہوئے تھے، ہوا کی کوئی جگہ ان سے خالی نہیں تھی، اور جب مور و ملخ کی طرح ہوئے تو ان کا نشان نہیں ملتا، سب سے بڑھ کر حیرت اس کی ہے کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ مسلمان کہلاتے تھے اور یہ بھی کم سے کم مسلمان کہلاتے ہیں، حیرت ہے کہ کیا یہ مجمع جو دنیا میں سب سے زیادہ بے فکر و مطمئن نظر آتا ہے، فکر و تردد اس سے کوسوں دور معلوم ہوتا ہے، جس کو بظاہر دنیا کے ہر کام سے فراغت ہوچکی ہے یہی حقیقتاً دنیا کی سب سے بڑی گرانبار، ذمہ دار اور مصروف قوم ہے جو روئے زمین سے برائی اور بداخلاقی دور کرکے اور گناہ اور ظلم مٹانے کے لئے، نیکی کی اشاعت، مظلوموں کی حمایت، امن کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے، کیا یہ اپنا کام ختم کرچکے؟ کیا دنیا سے برائیاں اور بد اخلاقیاں دور ہوچکیں؟ یا اب کسی پر اور خود اس پر ظلم نہیں ہوتا۔

کیا جن کے چہروں پر فاتحانہ مسرت، لبوں پر کامرانی کی مسکراہٹ، آنکھوں میں شادمانی کی چمک تھی دنیا کی وہی سب سے بڑی مصیبت زدہ اور بدبخت قوم ہے جس پر روز بروز زمین تنگ ہوتی جارہی ہے اور جس کے وہ ملک ہاتھ سے نکل گئے جو دل کے ٹکڑوں اور اولاد سے بڑھ کر تھے، جن کے ایک بالشت کی قیمت مسلمانوں نے خالدؓ اور ابوعبیدہؓ، سعد و معاذؓ، طارق و محمد بن قاسم، نورالدین زنگی و صلاح الدین ایوبی کی جان اور خون سے ادا کی تھی۔ جن میں کا ہر ایک اس وقت کے کل مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ کاش کہ اُن میں کا ایک ہی ہوتا، اور ان میں ایک بھی نہ ہوتا۔

کیا یہ وہی قوم ہے جن کی عزتیں، جن کی آبرو، جن کے نبی کے ناموس اور جن کے شعائر دینی کسی وقت محفوظ نہیں؟

اور جن کی زندگی اور موت، جن کے قلب اور دماغ اور جن کی اولاد بھی دوسروں کے ہاتھوں میں رہ چکی ہو یا ہو۔

کیا یہ وجیہہ چہرے، یہ شاندار و باوقار صورتیں، یہ بارعب جسم وہی ہیں جو تجربہ کار دشمن و دوست کی نظر میں حقیر، بے وقار و بے رعب ہیں؟

''اور جب تم ان کو دیکھو گے، ان کے جسم بڑے بھلے معلوم ہوں گے، اور جب یہ کچھ کہنے لگیں گے تو تم کان لگا کر سننے لگو گے (لیکن ان کی حقیقت کیا ہے) گویا کہ یہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں ہر آواز کو اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں''۔ (المنافقون)

اور یہ کیا جو کاندھے سے کاندھا ملائے، پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں، یہاں اور یہاں سے باہر عدالتوں میں اور عدالتوں سے باہر دشمنوں کی طرح لڑ چکے ہیں اور لڑتے رہتے ہیں۔ یہ کاندھے سے کاندھا، پہلو سے پہلو ملائے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کے دل بالکل الگ الگ ہیں۔

جاری۔۔۔

روبرو

''سانحۂ گجرات اور اس کے بعد'' کے موضوع پر

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی سے ایک انٹرویو

(حال میں گجرات میں ہونے والے بھیانک اور مسلم کش فسادات نے ملک و قوم کے ہر دردمند انسان کو تڑپا دیا ہے، البتہ کسی قدر تسکین کی بات یہ ہے کہ میڈیا کے توسط سے اپنوں کے اور ہمارے انسانیت دوست و انصاف پسند برادرانِ وطن کے بھی مضامین و مقالات اور بیانات پتہ دے رہے ہیں کہ انسانیت ابھی زندہ ہے۔ لیکن تصویر کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ شدت پسندوں کے جارحانہ بیانات زخم پر نمک چھڑکنے کا کام کررہے ہیں-- ان حالات میں ایسے افراد جن کی ملت کی تاریخ پر نگاہ نہ ہو، ان کا افسردہ ہونا بے جا نہیں معلوم ہوتا، لہٰذا وقت کا تقاضہ ہے کہ آزمائش کی اس گھڑی میں ایسی شخصیتوں کے افکار و خیالات منظر عام پر آئیں جو قوموں کے عروج و زوال کے اسرار و رموز سے واقف ہوں، اور جنھیں اللہ نے بصیرت اور یقین کا نور بھی بخشا ہو--- چنانچہ اس موقع پر صدر مسلم پرسنل لا بورڈ و ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کو انٹرویو کی زحمت دی گئی۔ مولانائے محترم نے سوالات کے جواب میں جو فرمایا وہ اس امید کے ساتھ نذرِ قارئین ہے کہ انشاء اللہ اس انٹرویو کے مطالعہ سے قارئین میں امید و حوصلہ بھی جاگے گا، راہِ عمل کی تعیین بھی ہوگی اور صحیح و واقعی صورت حال کی عکاسی بھی ہوسکے گی۔)

سوال: گاندھی نگر کے مندر میں جو حملہ ہوا، کیا اس حملہ سے مسلمانوں پر بلاوجہ عائد کیے جانے والے دہشت گردی کے الزام کو تقویت نہیں ملتی؟

جواب: ایسے واقعات کو ان کے کرنے والوں کے مذہب اور فرقہ پر ڈالنا صحیح نہیں ہے، بعض لوگوں سے دردناک قتل اور سفاکی کے بعضے واقعات سرزد ہوجاتے ہیں، لیکن کیا ان کا الزام قصور کرنے والوں کے مذہب کو یا فرقہ کو دیا جائے گا؟ ایسا نہیں ہے دراصل معلوم کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ ایسا کرنے والے کے کرنے کے اسباب کیا ہیں؟ کیا یہ کسی معاند کی طرف سے منصوبہ کے تحت ہوا ہے یا صرف شخصی اور مقامی سبب سے ہوا ہے؟

> بعض لوگوں سے دردناک قتل اور سفاکی کے بعضے واقعات سرزد ہوجاتے ہیں، لیکن کیا ان کا الزام قصور کرنے والوں کے مذہب کو یا فرقہ کو دیا جائے گا؟ ایسا نہیں ہے دراصل معلوم کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ ایسا کرنے والے کے کرنے کے اسباب کیا ہیں؟

بعض وقت آدمی کو خود یا اس کے قریبی اعزہ کو سخت ظلم و زیادتی سے گذرنا ہوتا ہے، یا اس کے ساتھ کوئی سخت معاملہ پیش آتا ہے، اس کے نتیجہ میں اس پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ وہ انتقام پر تُل جاتا ہے، یا مغلوب الغضب ہوکر بہت سفاکی کرجاتا ہے، یہ اس کا اپنا ذاتی فعل ہوتا ہے، لہٰذا ایسے واقعات کے کرنے والے کو سزا تو پوری دینا چاہئے، اور مذمت کرنا چاہئے، لیکن کسی دوسرے پر خواہ وہ اس کے اعزہ ہوں، یا اس کے فرقہ کے ہوں، الزام دینا صحیح نہیں، واقعہ کے اصل اسباب کی تحقیق کرکے پھر رائے قائم کرنا چاہئے۔

سوال: گجرات میں بے انتہا تشدد و بربریت کی گئی، پھر اس کے وزیر اعلیٰ مسٹر مودی اور دیگر بعض ہندو فرقہ پرست رہنماؤں کے ایسے بیانات آئے جو اقلیت دشمنی کے حامل تھے، ان کے سلسلہ میں آپ کا کیا ردّ عمل ہے؟

جواب: مسلمانوں کو بے محابا قتل کیے جانے اور جلائے جانے کے بعد ایسے بیانات بالکل الٹا معاملہ قرار دیے جائیں گے، اور بڑی زیادتی اور بے انصافی کی بات قرار دیے جائیں گے، یہ بیانات مسلمانوں کے دلوں کو بہت دکھانے والے بلکہ غصہ دلانے والے ہیں، لیکن یہ خیال کرکے کہ ان بیانات کا لب و لہجہ سنجیدہ اور سمجھدار انسانوں کا لب و لہجہ نہیں ہے، یہ گھٹیا درجہ کا انداز ہے، ان کا جواب دینا لاحاصل قسم کی بات معلوم ہوتی ہے، اس لئے مسلمانوں کے ذمہ داروں نے ان کا جواب نہیں دیا، البتہ ان کے پیچھے جو ظلم و بربریت صوبہ کے اندر کی گئی ہے وہ یقیناً قابل نفرت و مذمت ہے، لیکن قدرے اطمینان کی بات یہ ہے کہ خود ہمارے

ہندو ہم وطن بھائی اس کا نوٹس لے رہے ہیں، اور گجرات میں جو ہوا اس پر سخت تنقید کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قدر کرنا چاہئے،

> پھر مزید یہ ہوا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات میں بیداری بھی بڑھ گئی، اور جو کام مسلمانوں میں مذہبیت پیدا کرنے کی کوشش میں ہزاروں واعظ نہیں کر سکتے تھے وہ کام ان یک طرفہ فسادات وظلم و تشدد نے انجام دے دیا ہے،

اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ کیا گیا وہ خاص ذہن کی ایک جماعت کی طرف سے کیا گیا ہے، اس کا الزام اکثریتی فرقہ کو نہیں دیا جا سکتا۔ باقی مسلمان قائدین کی جو ذمہ داری ہے وہ الحمدللہ انجام دی جا رہی ہے، یہ حضرات حالات پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اور جمہوری ودستوری ذرائع سے اپنی صلاحیتوں کے مطابق جو کرنا مناسب ہے، اس کی فکر کر رہے ہیں، اگرچہ پریس میں وہ اس کا پروپیگنڈہ نہیں کرتے، اس لئے کہ یہ کام اللہ کے لئے اور امت کی خدمت کے لئے ہیں، میرے علم میں یہ ہے کہ وہاں اجڑے لوگوں کی مدد کے سلسلہ میں مسلمانوں کی مختلف کمیٹیاں اور ادارے اپنے اپنے دائرہ میں کام کر رہے ہیں، اور ذمہ داروں کے دورے بھی ہو رہے ہیں، کھلے ہوئے ظلم کے واقعات کی قانون دانوں کی مدد سے تحقیق بھی کی جا رہی ہے کہ ان کو حکومت کے سامنے رکھا جائے اور حسب ضرورت عدالت سے رجوع کیا جائے۔ اس میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے مختلف ارکان اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اپنے اپنے دائرہ میں حصہ لے رہے ہیں، پرسنل لاء بورڈ کی طرف سے ایک وفد نے شروع میں دورہ کیا تھا، اب پھر ایک وفد دورہ کرنے جا رہا ہے، اس کے علاوہ وزیر اعظم سے بھی ملنے کا پروگرام ہے۔

سوال: گجرات کے واقعات وحالات ہندوستان کے قومی مفادات کے پس منظر میں کیا اثر رکھتے ہیں؟

جواب: گجرات میں جن لوگوں نے مذہب وفرقہ کی بنیاد پر جو کشت وخون کیا دراصل انہوں نے اس سے ملک کے صرف ایک طبقہ کو ہی نقصان نہیں پہونچایا بلکہ انہوں نے ملک کو کمزور کیا، اور ملک کے باہر اپنے ملک کی عزت وشہرت کو نقصان پہونچایا، اس سے خود صوبہ کی اقتصادیات اور کاروبار کو زبردست خسارہ ہوا، یہ صوبہ اقتصادی وکاروباری ترقی میں بہت بڑھا ہوا تھا، ان فسادات نے اس کو پیچھے کر دیا، اور جو واقعات مسلمانوں کے ساتھ پیش آئے وہ ہندوستان کے دستور کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق کے منافی ہونے کے ساتھ ساتھ خود ہندو مذہب کے اصولوں کے بھی خلاف ہیں، تو اس ظلم وبربریت سے انہوں نے خود اپنے مذہب کو بدنام کیا، اس ملک میں صدیوں سے مذہبی اختلاف کو ایک خوشگوار تنوع کی حیثیت حاصل رہی ہے، حتیٰ کہ پاکستان کے نام سے علاحدہ ملک کے مطالبے کی مخالفت ہندوستان کے قومی لیڈروں نے اسی بنیاد پر کی تھی، اب اگر خود ہندوستان اپنے مذہبی تنوع کو آپسی دشمنی اور لڑائی میں تبدیل کرتا ہے تو وہ دراصل ہندوستان کے عوام میں آپسی دشمنی کا ایسا زہر بھرتا ہے جس سے اس ملک کی یکجہتی اور مضبوطی کو بے انتہا نقصان پہونچے گا۔

> مسلمانوں کی امت اب کوئی چھوٹی سی یا محدود جگہ رہنے والی امت نہیں ہے، وہ دنیا کے پونے دوسو آزاد ملکوں میں سے تقریباً ستر ملکوں میں اکثریت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کے علاوہ تقریباً پچاس ملکوں میں بڑی اقلیتوں کی صورت میں ہیں اس طرح وہ دنیا کے دو تہائی ملکوں سے زیادہ ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں،

سوال: گجرات کی حکومت کے ذمہ دار اور ان کے ہم نوا لوگ گجرات کے واقعات کو قابل فخر قرار دے رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟۔

جواب: گجرات کی حکومت اور وزیر اعلیٰ جس

کو فخر کا کام سمجھ رہے ہیں، اس نے ہندوستان کی عزت وشہرت کو ساری دنیا میں داغدار کرایا ہے، خود وزیر اعظم باجپئی نے اپنے بیرون ملک کے دورے میں اس کو محسوس کیا اور شرمندگی کا

> یہ صوبہ اقتصادی وکاروباری ترقی میں بہت بڑھا ہوا تھا، ان فسادات نے اس کو پیچھے کر دیا، اور جو واقعات مسلمانوں کے ساتھ پیش آئے وہ ہندوستان کے دستور کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق کے منافی ہونے کے ساتھ ساتھ خود ہندو مذہب کے اصولوں کے بھی خلاف ہیں،

اظہار کیا، گجرات کے اس کشت وخون کو اس کے حکمراں فخر کی بات سمجھتے ہوں گے، لیکن اس سے ہندوستان کی صدیوں سے قائم رواداری اور آپسی ہم آہنگی کی شہرت کو غیر معمولی نقصان پہونچا ہے، نیز صوبہ کی اقتصادی ترقی بہت متاثر ہوئی ہے، جس کا احساس خود گجرات کے کاروباری لوگوں کو ہو رہا ہے۔

> اطمینان کی بات یہ ہے کہ خود ہمارے ہندو ہم وطن بھائی اس کا نوٹس لے رہے ہیں، اور گجرات میں جو ہوا اس پر سخت تنقید کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قدر کرنا چاہئے، اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ کیا گیا وہ خاص ذہن کی ایک جماعت کی طرف سے ہے، اس کا الزام اکثریتی فرقہ کو نہیں دیا جا سکتا۔

سوال: گجرات کے واقعات نے مسلمانوں پر کس حد تک اثر ڈالا؟

جواب: مسلمانوں کی امت اب کوئی چھوٹی سی یا محدود جگہ رہنے والی امت نہیں ہے، وہ دنیا کے پونے دوسو آزاد ملکوں میں سے تقریباً ستر ملکوں میں اکثریت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کے علاوہ تقریباً پچاس ملکوں میں بڑی اقلیتوں کی صورت میں ہیں اس طرح وہ دنیا کے دو تہائی ملکوں سے زیادہ ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں، گجرات میں جو ظلم کیا گیا اس کو دنیا کے اکثر ملکوں میں بہت بُری نظر سے دیکھا گیا ہے، اور سخت مذمت کی گئی ہے، اور ملک بدنام ہوا، جس کی تلافی جلد ممکن نہیں، پھر مزید یہ ہوا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات میں بیداری بھی بڑھ گئی، اور جو کام مسلمانوں میں مذہبیت پیدا کرنے کی کوشش میں ہزاروں واعظ نہیں کر سکتے تھے وہ کام ان یک طرفہ فسادات وظلم وتشدد نے انجام دے دیا ہے، ان کو ان واقعات سے نقصان اور تکلیف تو بہت پہونچی ہے لیکن وہ ان واقعات کی وجہ سے مزید ہوشیار اور بیدار ہو گئے ہیں، اور ان کا اپنے مذہب سے تعلق میں اضافہ ہوا ہے، اور حالات کا مقابلہ کرنے کا عزم بڑھ گیا ہے۔

> مسلمان اپنی تاریخ میں بعض بہت سخت حالات اور تباہی سے گذرے، لیکن پھر اللہ کی رحمت آئی، اور وہ ابھر کر پھر اپنی عزت وقوت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، یہ امت قیامت تک باقی رہنے کے لئے ہے، یہ دنیا کو درست راستہ دکھانے اور انسانیت کا سبق دینے کے لئے تیار کی گئی ہے، وہ جب اپنے فریضہ کو انجام دے گی تو اس کو عزت وعظمت ملے گی، کوتاہی کی صورت میں اس کو قدرت کی طرف سے تنبیہ بھی ہوتی ہے، ہم کو اس تنبیہ سے سبق لینا چاہئے،

سوال: گجرات کے تکلیف دہ واقعات کے پس منظر میں آپ کا مسلمانوں کو کیا مشورہ ہے؟

جواب: حالات کتنے ہی سنگین پیش آئیں، مسلمان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اپنے پروردگار کی رحمت ومدد کی امید رکھتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے، مسلمان اپنی تاریخ میں بعض بہت سخت حالات اور تباہی سے گذرے، لیکن پھر اللہ کی رحمت آئی، اور وہ ابھر کر پھر اپنی عزت وقوت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، یہ امت قیامت تک باقی رہنے کے لئے ہے، یہ دنیا کو درست راستہ دکھانے اور انسانیت کا سبق دینے کے لئے تیار کی گئی ہے، وہ جب اپنے فریضہ کو انجام دے گی تو اس کو عزت وعظمت ملے گی، کوتاہی کی صورت میں اس کو قدرت کی طرف سے تنبیہ بھی ہوتی ہے، ہم کو اس تنبیہ سے سبق لینا چاہئے، اور اپنے کو خدا کی مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہر طرح کے حالات کو بدلنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ مسلمان دانشوروں کو ایک کام یہ ضرور کرنا چاہئے کہ اپنے ہم وطنوں کو اسلام ومسلمانوں کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کو وہ ابلاغ ودیگر ذرائع سے درست کرنے کی بھی کوشش کریں، کیونکہ اکثر لوگ عموماً حق بات معلوم ہوجانے پر مخالف سے ہمدرد میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔

حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ (الطلاق ۳)

''اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج ومحن سے) خلاصی (کی صورت) پیدا کرے گا، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا، جہاں سے (وہم وگمان) بھی نہ ہو، اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کی کفایت کرے گا، خدا اپنے کام کو جو وہ کرنا چاہتا ہے، پورا کردیتا ہے، خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے''۔

اور جانتے بوجھتے ہوئے حقیقت سے انحراف بڑی ستم ظریفی ہے، آخرت کی حقیقتیں سامنے آکر رہیں گی۔ قرآن کا ارشاد ہے۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ. كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ. لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ. ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ. ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (التکاثر)

''دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا دیکھو! اگر تم جانتے (یعنی علم الیقین رکھتے تو غفلت نہ کرتے) تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر اس کو (ایسا) دیکھو گے (کہ) عین الیقین آجائے گا پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی''۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو ہمیں آخرت کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے، کامیاب وہی ہوتا ہے جو فکر وکوشش کرتا ہے، جو آخرت کا فکرمند ہوتا ہے وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتا ہے، جو شخص اعمال خیر کے بابرکت دنوں کا اہتمام کرتا ہے وہ خوف وخطرات سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

اطاعت خداوندی جس طرح عمل کرنے میں ہے اسی طرح سے برے اعمال سے بچنا یہ بھی عین عبادت واطاعت ہے، ظلم وستم سے بہت بچنا چاہیئے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرا بن جائے گا کہ راہ چلنا دشوار ہوگا، اپنے ماحول ومعاشرہ، کنبہ وخاندان کی صحیح اسلامی تعلیم وتربیت کی فکر کرنی چاہیئے اور ان کی صحیح رہنمائی کرنی چاہیئے اور ہر آن وہر لمحہ خدا کا خوف اور پاس ولحاظ کرنا چاہیئے کہ تقویٰ بہترین زادراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ۔ (المومن ۳۹)

''بھائیو! یہ دنیا کی زندگی (چند روز) فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور جو آخرت ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے''۔

تعمیر حیات کی ڈاک

قارئین کی رائے اور ان کے مفید مشوروں کا انتظار رہے گا۔ قارئین کے خطوط انشاء اللہ شائع بھی کئے جائیں گے۔

حدیث کی مشہور کتاب ''ریاض الصالحین'' کا اردو ترجمہ

زادسفر

مترجمہ
(مخدومہ امۃ اللہ تسنیمؒ)
(ہمشیرہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

مقدمہ
(علامہ سید سلیمان ندویؒ)

حدیث نبوی کی مشہور کتاب ''ریاض الصالحین'' کا نہایت سلیس، شگفتہ، اردو ترجمہ جس میں وہ روایات ہیں جو فضائل اعمال، اخلاق اور زندگی کے روزمرہ کے احکام ومسائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ کتاب بہترین مصلح، مربی اور مرشد کا کام کرتی ہے، ساتھ میں قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ ہیں جو موضوع کی ہدایت کرتی ہیں۔

خوبصورت کتابت وطباعت حصہ اول -/75 حصہ دوم -/75

اس کے علاوہ ہماری دیگر مطبوعات:

☆ زبان کی نیکیاں از ''مولانا محمد ثانی حسنیؒ'' قیمت -/15

☆ کلید باب رحمت از ''مخدومہ خیر النساء بہترؒ'' (مناجاتوں کا مجموعہ) قیمت -/6 (علاوہ محصول ڈاک)

ناشر:۔ مکتبہ اسلام ۲/۵۴-۷ احمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ

اسلامی مہینے

ماہ شعبان کی فضیلت وبرکت

مولانا شمس الحق ندوی

شعبان المعظم کا مہینہ بڑی خیر وبرکت کا مہینہ ہے، ہمیں اس خیر وبرکت کے مہینہ سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے، اور حتی المقدور اعمال خیر میں کوشاں رہنا چاہیئے، ذکر وتلاوت کا اہتمام کرنا چاہیئے، ایسا نہ ہو کہ جب مہینہ ختم ہو تو اس طرح کہ کوتاہی وغفلت کے سوا ہمارے ہاتھ کچھ اور نہ لگے، ایسا کرنے والے شخص نے اپنی عمر کے قیمتی وقت کو ضائع کردیا، وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے جس نے اس مہینہ میں رضائے الٰہی کی خاطر اخلاص ولگن کے ساتھ اعمال خیر کئے۔

شعبان کا مہینہ ذکر وتلاوت کے اہتمام کا مہینہ ہے اس کے بعد رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے جو عبادت کا موسم بہار ہے۔

شعبان ہی کے مہینہ میں شق القمر کا معجزہ پیش آیا تھا، اس مہینہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، عمل صالح بارگاہ ایزدی میں پہونچایا جاتا ہے، یہ مہینہ رجب ورمضان دو مبارک مہینوں کے درمیان پڑتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شعبان میرا مہینہ ہے، اس مہینہ میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کو پہونچائے جاتے ہیں، اس ماہ میں جو بندہ تین روزے رکھتا ہے اور افطار کے وقت مجھ پر تین مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، رزق میں برکت ہوتی ہے، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار کرے گا اور جب تک جنت میں وہ نہ داخل ہو جائے اونٹنی پر سے نہ اترے گا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، ایک روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا، آپ ﷺ پورے شعبان روزہ رکھتے تھے کبھی شعبان کے چند دنوں کو چھوڑ کر باقی پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔ (متفق علیہ)

شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں موت کا دن متعین اور رزق تقسیم ہوتا ہے سارے عالم پر رحمت خداوندی سایہ فگن ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ. اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ. رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ۔ (دخان ۴ تا ۷)

''اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں (یعنی ہمارے یہاں حکم ہو کر، بے شک ہم ہی (پیغمبر کو) بھیجتے ہیں (یہ) پروردگار کی رحمت ہے، وہ تو سننے والا، جاننے والا ہے، جو کہ آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے، بشرطیکہ تم لوگ یقین کرنے والے ہو''۔

حدیث میں آتا ہے کہ جس نے پانچ راتوں کو ذکر وتلاوت اور نفل سے زندہ رکھا، جنت اس کے لئے ضروری ہوگئی، یوم ترویہ کی رات، یوم عرفہ کی رات، یوم نحر کی رات، یوم عیدالفطر کی رات اور شعبان المعظم کی پندرہویں رات۔

ایسے مبارک مہینہ کی خیر وبرکت حاصل کرنے میں سستی اور کوتاہی نہ برتنی چاہیئے محض امیدوں اور آرزؤں میں الجھ کر نہ رہ جانا چاہیئے، ہماری زندگیوں کا انجام موت ہے، جتنے دن رات اعزہ اقربا کے درمیان گذر رہے ہیں، وہ قبر سے ہم کو قریب کرتے جارہے ہیں اور ہماری غفلت کا یہ عالم ہے کہ دنیاوی مسائل ومنافع میں بڑھ چڑھ کر اپنا مستقبل اور معیار زندگی بنانا چاہتے ہیں، مال ودولت کی آس میں لیل ونہار گذرتے جارہے ہیں، حلال وحرام کی بھی تمیز باقی نہیں رہ گئی۔

زندگی کی بھلائی وبہتری تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہے، آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے، ''وللآخرة خير لك من الاولى''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ

گوشۂ اسلاف

بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ

علامہ سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے

(تذکرہ امیر تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا اور وہ بھی علامہ سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے! سونے پہ سہاگہ کے مصداق!! غالباً مولانا الیاسؒ کی وفات کے موقع پر لکھا گیا یہ مضمون محض ایک مضمون نہیں بلکہ ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے جو بتاتا ہے کہ تبلیغی تحریک سے ندوہ کا نیز عالم اسلام کے گل سرسبد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا تعلق کس قدر دیرینہ اور گہرا ہے۔۔۔ اس مضمون میں حضرت سید صاحبؒ نے مفکر اسلامؒ کی دعوت پر امیر تبلیغ مولانا الیاسؒ کی ندوہ میں آمد کا تذکرہ بھی فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی ان کیفیات کا نقشہ بھی کھینچا ہے جن کی بدولت لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے تھے اور اپنے دلوں کی انگیٹھیوں کو گرماتے تھے کیا تھیں وہ کیفیات؟ حضرت سید صاحبؒ کے الفاظ میں۔۔۔ ''دین کی سربلندی اور اعلائے کلمہ کے لئے درگاہِ الٰہی میں دستِ نیاز دراز، آنکھیں پرنم، آواز دلگیر!۔۔۔'' نصف صدی قبل سپرد قلم کئے گئے اس مضمون کی جاذبیت اور تاثیر کا یہ عالم ہے کہ آج بھی اس کا مطالعہ آنکھوں کو پرنم اور دل کو سوز و گداز عطا کر دیتا ہے

سید الطائفہؒ کے اس مضمون کو ہدیہ قارئین کرتے ہوئے ہمیں مسرت ہو رہی ہے اس امید کے ساتھ کہ ہم سب ان ''کیفیات'' کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ ع

کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہ سحر گاہی۔ اور ع نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر)

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا ذکر خیر مدت سے سن رہا تھا، ہمارے مدرسہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے متعدد اساتذۂ کرام جن کے سرخیل مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تھے، کئی دفعہ بستی نظام الدین جا کر مولانا سے مل چکے تھے اور بابرکت فیض سے مستفیض ہو چکے تھے بلکہ ہمارے یہاں سے کئی سال سے متواتر طلبہ کے وفود مولانا کے حلقۂ مبلغین میں داخل ہو کر خدمت کیا کرتے تھے اور واپس آ کر اپنے تاثرات بیان کرتے تھے مگر خاکسار کو ذاتی طور پر نیاز کا شرف حاصل نہ تھا، اتفاق دیکھئے کہ گذشتہ سال مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی نے مولانا اور ان کے ساتھیوں کو لکھنؤ اور ندوہ میں قیام کرنے کی دعوت دی، چنانچہ شعبان کی بیچ کی تاریخ اس کے لئے مقرر ہوئی، ادھر رجب کے شروع میں جولائی کی بیچ کی تاریخیں تھیں، خاکسار تھانہ بھون میں تھا کہ مولانا کی آمد کی اطلاع ملی، اور تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ واپس دہلی کے لئے اسٹیشن روانہ ہو گئے، مجھے بھی دہلی جانا تھا، اور اسی گاڑی سے مولانا ظفر احمد صاحب کے ساتھ اسٹیشن آیا دیکھا کہ ایک دبلے پتلے نحیف سے، میانہ قد، بڑی ڈاڑھی، کچھ کچی اور کچھ پکی، ہاتھ میں چھڑی، سر پر عمامہ مگر کبھی وہ سر سے اترا اور کبھی سر پر رکھا ہوا، اسی طرح جسم پر لمبے کرتے کے اوپر ایک عبا سا مگر وہ بھی کبھی در بر اور کبھی باہر، ایک کمبل بچھائے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں، ہم دونوں بھی سلام کے بعد جا کر بیٹھ گئے، وہ اور مولانا ظفر احمد صاحب رفیق، ایک دوسرے کے محب اور دوست تھے، مولانا نے فوراً اپنی تبلیغ کی تقریر شروع کر دی اور ان کے سامنے اپنے طریق دعوت کی توضیح بھی بیان فرماتے رہے، وہ مجھ سے بالکل نا آشنا تھے اور میں ان کے نام اور کام سے آشنا مگر خود ان کی حقیقت سے نا آشنا تھا، میں ان کی باتوں کو چپ سنتا رہا، آخر میں نے یہ عرض کی کہ حضرت! ایسے لوگوں کو جو صرف دو چار دن آپ کی صحبت میں رہیں ان کو تزکیہ اور تصفیہ کے بغیر مبلغ بنا کر بھیجنا کیونکر مفید ہو گا، فرمایا ''مکتوبات مجدد الف ثانی پڑھئے معلوم ہو جائے گا'' دوبارہ عرض کی ''میں نے ان کو پڑھا ہے مگر

ان سے تو اس مشکل کا حل معلوم نہ ہوا'' شاید مولانا کو کچھ اچنبھا سا ہوا، مولانا ظفر احمد صاحب سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے میرا نام لیا تو خوشی سے اچھل پڑے کھڑے ہو گئے سینہ سے لگایا اور مجبور کیا کہ انھیں کے ساتھ انہیں کے ڈبہ میں سکنڈ کلاس میں سفر کروں میرا ٹکٹ بدلوایا، اور اس وقت سے لیکر کاندھلہ تک برابر ڈیڑھ دو گھنٹے بڑے جوش و خروش سے کلام فرماتے رہے،

> ان کی زبان میں لکنت تھی، تقریر پر قادر نہ تھے، تقریر الجھی ہوئی ہوتی تھی، مگر جوش و خروش کا سمندر ان موانع کے سارے خس و خاشاک بہائے لئے جاتا تھا۔

واہ ری تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا وہ بھی میرے دل میں ہے! جسمانی کمزوری اور ضعیف سینہ کے باوجود ان کے پھیپھڑے ان کی پرزور تقریر اور پرجوش گفتگو کے تسلسل اور تواتر کے سبب سے ہر وقت اس طرح ابھر ابھر کر اٹھتے تھے کہ مجھے تو ڈر لگتا کہ کہیں یہ پھٹ نہ جائیں، یا گلے کی رگیں جو بار بار پھول پھول جاتی تھیں وہ نہ پھٹ جائیں، یہ سب سہی مگر دریا اپنی روانی میں ہر خطرہ سے بے خبر، اور ہر افتاد سے بے پرواہ۔

مولانا نے جو اس اثنا میں فرمایا، میں نے اپنی استعداد کے مطابق اس کو پوری طرح سمجھ لیا، اتنے میں کاندھلہ آیا اور وہ اتر گئے، مگر مجھ سے یہ وعدہ لے لیا کہ کل رات کو دہلی میں پھاٹک حبش خاں میں ان کا تبلیغی جلسہ ہے میں اس میں شرکت کروں۔ چنانچہ شریک بھی ہوا اور تقریر بھی کی اور مولانا نے اس کی تصدیق و تصویب بھی فرمائی۔

میں اس سفر سے لوٹ کر جب لکھنؤ آیا تو مولانا کے اہل تبلیغ مجاہدوں کی آمد لکھنؤ میں شروع ہو چکی تھی اور ندوہ کی مسجد میں ان کا قیام تھا، اللہ اللہ! کیا سادگی کی شان پائی، سادہ! تکلف سے بری، شب زندہ دار، تہجد گزار، پچھلے پہر سے ذکر و فکر میں مصروف، صبح کی نماز پڑھ کر اپنے کام کے لئے مستعد اور تیار۔

ایک دو روز کے بعد مولانا مع اپنے دوسرے رفقاء کے ساتھ آئے اور ندوہ کے مہمان خانہ میں ساتھ ہی قیام فرمایا، اور تقریباً ایک ہفتہ تک دن رات ساتھ رہا، گفتگو میں شریک اور ہر مجلس میں رفیق، جیسے جیسے ملتا جاتا تھا ان کی تاثیر بڑھتی جاتی تھی

> مولانا کی تقریر گو الجھی ہوئی اور بیان ژولیدہ بدستور تھا مگر میں نے دیکھا کہ جو آیا وہ اثر سے خالی نہ گیا۔
>
> ادھر کہتا گیا وہ اور ادھر آتا گیا دل میں
> اثر یہ ہو نہیں سکتا کبھی دعوائے باطل میں

لکھنؤ میں کئی جلسے ہوئے اور بار بار تقریریں ہوئیں، لوگوں نے مطلب سمجھا، شرکت پر آمادہ ہوئے، کام کا آغاز ہوا، دلّی سے مبلغین لکھنؤ کے کوچہ کوچہ میں پھرے اور مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی تلقین کی۔ ایک ہفتہ کے بعد کانپور کی جانب کوچ ہوا، دو تین روز قیام رہا خاکسار بھی ساتھ تھا، یہاں ہر وقت ان کی صحبت اٹھائی، ان کی تقریریں سنیں، ان کے کام کو جانچا، ان کی دھن کو دیکھا، ہر وقت مسلمانوں کی اصلاح، دین کی سربلندی اور اعلائے کلمہ کے لئے درگاہِ الٰہی میں دست نیاز دراز، آنکھیں پرنم، آواز دلگیر۔

زیادہ دیکھنے والوں اور بار بار ملنے والوں کو تو خدا جانے کیا کیا ادائیں پسند ہوں گی لیکن مجھے اس تھوڑی سی ملاقات میں ان کی تین ادائیں بہت پسند آئیں۔ صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کے رخ بیٹھ کر وہ کام کرنیوالوں کو دن کا کام سمجھاتے تھے اور بار بار ان کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں فرماتے تھے،

> ان کی دعاؤں میں لفظ ''اللہ'' ان کے دل کی گہرائی سے نکل کر دوسروں کے دلوں کی گہرائی میں گھر کر لیتا تھا،

ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد، مختلف اوقات میں ان کی زبان سے کسی قدر آواز میں یہ دعائے ماثورہ ''يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نفسي طَرْفَةَ عَيْنٍ'' (ترجمہ: اے حی و قیوم خدا! میں تیری رحمت سے چاہتا ہوں کہ تو میری فریاد کو سنے، تو، میری حالت کی درستی فرما دے اور ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے میرے نفس پر نہ چھوڑ۔۔) نکلتی تھی اور ان کے فقر و التجا الی اللہ کی کیفیت کو ظاہر کرتی تھی، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہتے تھے اور ان میں کسی قسم کا امتیاز نہیں چاہتے تھے، وہ لکھنؤ سے کانپور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تھرڈ کلاس میں سوار تھے ان کے بعض معتقد فرسٹ کلاس میں سوار تھے، بھیڑ کا یہ عالم تھا کہ تھرڈ میں تو ہلنا بلکہ اپنی جگہ سے نکلنا مشکل تھا۔ سکنڈ میں بیٹھنے کی جگہ تھی مگر اندر جانے کی جگہ نہ تھی، فرسٹ میں گنجائش تھی ہر اسٹیشن پر کوشش کی گئی کہ مولانا نکل کر فرسٹ میں آ جائیں مگر منظور نہیں فرمایا، آخر کانپور کے قریب پہونچ کر ظہر

کی نماز اور کسی ضرورت کی بنا پر اس درجہ میں داخل ہوئے۔

لکھنؤ کے قیام میں ایک دفعہ ایک دوست کے ہاں عصر کے وقت چائے کی دعوت تھی پاس کوئی مسجد نہ تھی ان کی کوٹھی میں ہی نماز باجماعت کا سامان ہوا خود کھڑے ہوکر اذان دی، اذان کے بعد مجھ سے ارشاد ہوا کہ نماز پڑھاؤ میں نے معذرت کی تو نماز پڑھائی، نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے فرمایا بھائیو! میں ایک ابتلا میں گرفتار ہوں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نکال لیں، جب سے میں یہ دعوت لے کر کھڑا ہوا ہوں لوگ مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں مجھے یہ خطرہ ہونے لگا ہے کہ مجھ میں اعجاب نفس نہ پیدا ہوجائے، میں بھی اپنے کو بزرگ نہ سمجھنے لگوں، میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس ابتلاء سے بسلامت نکال لیں آپ بھی میرے حق میں دعا فرمائیں۔

مجھے کبھی بستی نظام الدین جانے اور ان کی مسجد میں قیام کا اتفاق نہیں ہوا مگر جانیوالوں سے سنا ہے کہ پچھلے پہر رات کا سماں بڑا موئثر ہوتا تھا، دن کے سپاہی رات کے راہب بن جاتے تھے، ہر طرف سے تہجد گذاروں اور ذاکرین اور تسبیح خوانوں کی آوازیں بلند ہوتی تھیں، کوئی سجدہ میں ہوتا تھا تو کوئی رکوع میں کوئی گریہ وبکا میں تھا تو کوئی دعاؤں میں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سچائی کا ایک آفتاب کیونکر متعدد ذروں کو اپنے پاس کھینچ کر روشن بنادیتا ہے۔

مولانا کا جسمانی ضعف، پھر شب و روز کی یہ محنت اور دعوت کے کاموں میں ہمہ وقت کا یہ شدید انہماک آرام وراحت کی ہر تدبیر سے کامل اعراض نے ادھر ان کو ضعیف بنادیا تھا، مہینوں سے پیچش اور اسہال کا عارضہ پیدا کردیا تھا۔ اور ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا ہر علاج ناکام رہا مگر اس حالت میں بھی کام کے انہماک اور دعوت کے جوش کا وہی عالم تھا، آخر میں یوں تو نشست وبرخاست دشوار ہوگئی تھی سہارے سے اٹھتے بیٹھتے تھے مگر اس حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام اخیر تک رہا بلکہ فرض نماز کھڑے ہوکر ادا فرماتے رہے اور خدا جانے اس وقت ان کے اندر کہاں سے طاقت آجاتی تھی۔

۲۱ رجب ۱۳۶۳ھ (۱۳ جولائی ۱۹۴۴ء) کو وفات پائی اور اسی مقام بستی نظام الدین کی مسجد کے صحن کے باہر جنوبی ومشرقی گوشہ میں اپنے والد و برادر معظم کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

چپہ چپہ پہ ہے واں گوہر یکتا تہِ خاک
دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

علم وادب کے حلقہ میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ پروفیسر منظور الحسن برکاتی صاحب کا ٹونک میں انتقال ہوگیا۔ پروفیسر منظور الحسن برکاتی صاحب کا تعلق ٹونک کے مشہور علمی گھرانہ سے تھا اور زندگی بھر مرحوم کا بھی اشتغال علم وادب ہی سے رہا۔ ان کے انتقال سے علمی دنیا خصوصیت کے ساتھ فارسی وعربی دنیا کا خسارہ ہوا۔ ربِّ کریم ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل دے۔

مفکر اسلام رحؒ
نقوش وتاثرات
از:۔ مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی۔ صفحات۔ ۹۶۔ سائز ۱۶۔ ۳۶×۲۳۔ قیمت۔ 25/-
ناشر:۔ محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل فکر ودعوت کی امتیازی خصوصیات کو واضح اور روشن کرنے والی ایک قابلِ مطالعہ کتاب۔ کتاب کا ہر نقش اور اس کے حروف کا ہر تاثر حضرت کی فکر ودعوت کا اداشناس ہے۔
ملنے کا پتہ:۔ مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام، لکھنو،
P.O.No.119, Nadwatul Ulama, Lucknow U.P.
Phone No. 787242

پیام سیرتِ خیر الانام ﷺ

رسالت کے سایہ میں
صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی

(حضور اکرم ﷺ صرف ہم مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے نمونہ اور اسوہ ہیں۔ اگر کوئی شخص کھلے دل ودماغ سے حیات رسول اکرم ﷺ کا مطالعہ کرے تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے لئے حیات رسول ﷺ سے رہنمائی نہ ملتی ہو۔۔۔۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ محض فکر ونظر کو پاکیزگی ہی عطا نہیں کرتا بلکہ زندگی کی گزرگاہوں میں قندیلیں بھی روشن کرتا چلا جاتا ہے، لیکن افسوس کہ ہم مسلمان "پیام سیرت خیر الانامؐ" کی طرف سے غفلت و بے توجہی کا شکار ہیں۔۔۔ شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مسائل کا حل سیرت نبوی ﷺ میں تلاش کرنے کا ذہن بنائیں اور بے چین ومضطرب دنیا کو بھی رحمتِ عالم ﷺ اور آپ ﷺ کی سیرت کے پیغام کی طرف متوجہ کریں۔ تعمیر حیات میں اس شمارہ سے "پیام سیرت خیر الانام ﷺ" کا یہ کالم اسی مقصد وجذبہ سے شروع کیا جارہا ہے۔ زیرِ نظر تحریر مخدومنا المکرم حضرت مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی مدظلہ کے ان خطبات سے ماخوذ ہے جو موصوف نے حیدرآباد میں دئے تھے اور جن خطبات کا مجموعہ "پیغمبرِ اخلاق وانسانیت" کے نام سے شائع بھی ہوچکا ہے۔)

سیرتِ پاک سے عائلی زندگی کا ہمیں جو اسوہ ملتا ہے وہ نامکمل رہے گا اگر رسول ﷺ کی محبوب صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ زہراؓ کی پُر مشقت زندگی کا ذکر نہ کیا جائے، حضرت سیدہؓ جن کے بارے میں آپؐ نے فرمایا تھا "ھی بضعۃ منی" "یہ میرے دل کا ٹکڑا ہے" "ویریبنی ما ارابھا" "جو بات ان کو تکلیف پہونچائے وہ مجھے تکلیف پہنچاتی ہے، انہیں سیدہ فاطمہؓ نے جب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ گھر کے کام کاج کے لئے کوئی غلام یا باندی مجھے عنایت کی جائے تو آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول نہیں فرمائی اور نصیحت فرمائی کہ وہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ" کا وِرد کریں، جس سے مشقت کا احساس کم اور شکر گذاری کا جذبہ زیادہ پیدا ہوگا

سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی نے بہت خوبصورتی کے ساتھ اس واقعہ کو نظم کیا ہے:

افلاس سے تھا سیّدہ پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اَٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے
جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح وشام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذنِ عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کرسکیں نہ عرض
واپس گئیں کہ پاسِ حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے
کل کس لئے تم آئیں تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منھ سے کہہ سکیں
(حیدر) نے ان کے منھ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا "کہ غریبانِ بے وطن"
جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز
ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گذرتی ہیں
میں ان کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم ہے انکا حق
جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدہ پاکؓ رہ گئیں
جرأت نہ کرسکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی ہے اہل بیت مطہر نے زندگی
یہ ماجرائے دختر خیر الانام تھا

آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات کے وقت جو آخری نصیحت فرمائی وہ تھی: "اَلصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ" "اللہ سے تعلق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی وصیت فرمائی "الصلاۃ" جامع ہے تمام عبادتوں کو اور "ماملکت ایمانکم" سے اشارہ ہے کہ اپنے زیر دستوں، کمزوروں کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

سیرت نبویؐ سے خاندانی زندگی کا جواسوہ انسان حاصل کرسکتا ہے، ان میں سب سے پہلی بات تو عقیدہ کی پختگی ہے، آخرت کی زندگی پر ایمان اور اس بات پر یقین کہ انسان کی کامیابیوں کا میدان دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے، دنیا محدود ہے اور اس کی لذتیں بھی محدود ہیں، اور لذت اندوزی کی عمر بھی محدود ہے، لیکن تمنائیں لامحدود ہیں، آرزوؤں کی کوئی انتہا نہیں ہے لہذا محدود وقت کی زندگی میں لامحدود تمنائیں پوری نہیں ہوسکتیں، آخرت کی زندگی لامحدود ہے، وہاں اس کی لامحدود تمنائیں (Unbounded Ambition) پوری ہوں گی،

عصر حاضر کی بے چینی اور مادہ پرستی کا سرسام اس لئے ہے کہ آخرت کا کوئی تصور نہیں ہے، یہ طے کرلیا گیا ہے کہ ہمیں چند دنوں کی زندگی ملی ہے، اس کا ایک ایک لمحہ لذت اندوزی میں صرف ہونا چاہئے اور جتنا لذتوں کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ دور ہوتی جارہی ہے، موجودہ انکشافات نے ضروریات زندگی کو اور بڑھادیا ہے، ان کا حاصل کرنا ہر شخص فرض عین سمجھتا ہے، حرام، حلال، جائز ناجائز عصر حاضر کی لغت میں متروکہ الفاظ ہیں جو صرف مسجدوں اور مدرسوں کے اندر سمجھے جاتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زندگی کے مسائل پیچیدہ سے پیچیدہ ہوتے جارہے ہیں، ڈور کو سلجھانا چاہتے ہیں مگر سرا ہاتھ میں نہیں آرہا ہے، زندگی ایک گتھی بن گئی جو سلجھنے کا نام نہیں لیتی،

عرب کہتے ہیں "فلان یسعی الی مقتلہ" فلاں شخص دوڑ رہا ہے اپنی ہلاکت کی طرف، زندگی کی چولیں اپنی جگہ سے کھسک گئی ہیں، مشینوں کی حکومت نے پہلے انسان کے جسم کی طاقت سلب کرلی تھی، کمپیوٹر کی حکومت نے دماغی قوت کو بھی ماؤف کردیا، الکٹرانک دماغ نے قوت حافظہ اور ذہانت پر پانی پھیر دیا، جس چین وسکون کے لئے انسان نے یہ سب حاصل کیا وہی اس کی دشمن ہوگئی ہیں، یہ حالات اعلان کررہے ہیں کہ اگر ان مصائب سے دنیا نجات چاہتی ہے، اگر انسان کو کہیں امن و سلامتی کی ہوا مل سکتی ہے، اگر اس کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے تو وہ صرف اسلام کے دامن رحمت سے حاصل کرسکتا ہے، ورنہ ان تمام موہوم ترقیات کے باوجود "کُنْتُمْ عَلیٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ" "تم لوگ آگ کے دہانے پر کھڑے تھے اور آج بھی کھڑے ہو، "فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا" اللہ نے اس وقت یعنی اسلام کے ذریعہ اس آگ سے محفوظ رکھا تھا اور بچالیا تھا، آج بھی اس عذاب دنیا اور عذاب آخرت سے بچنے کا راستہ صرف یہی ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے دکھائے ہوئے راستہ پر جس کو اسوہ کہتے ہیں، انسان واپس آجائے۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لاریب کہ ہے نورِ خدا نامِ محمد
ناموسِ وفا، صدق و صفا نامِ محمد
ہے "م" سے محبوبِ عالم کا اشارہ
آنکھوں کی ضیاء، دل کی جلا نامِ محمد
"ح" سے ہے حیاتِ ابدی جان بہ لبوں کی
جان آگئی تن میں، جو لیا نامِ محمد
ہے "م" مکرر سے عیاں مہر نبوت
مصدر ہے محبت کا سدا نامِ محمد
ہے "د" دلیل کرم و لطف و عنایت
داروئے شفا، دل کی دوا نامِ محمد

مولانا عبداللہ عباس ندوی

ندوی الفکر اور ندوی القلم حضرات کی خدمت میں ایک اپیل

آپ کا اپنا پرچہ "تعمیر حیات" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مادرِ علمی ندوہ کا ترجمان!۔۔۔ اور ندوہ کے ترجمان ہونے کی حیثیت سے ملت اسلامیہ اور عالم اسلام کا ترجمان!۔۔۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کا داعی ونقیب!!

مجھ جیسے ایک معمولی طالب علم کے لئے آپ جیسے صاحبانِ علم وادب اور اصحابِ فکر ونظر کی توجہ اس طرف مبذول کرانا کچھ عجب سا لگتا ہے کہ تحریک ندوۃ العلماء آج سے کئی دہائیوں پہلے جن حالات میں بپا ہوئی تھی، آج ملت کو درپیش حالات اُن حالات کے مقابلہ میں زیادہ سنگین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تحریکِ ندوہ کے پیش نظر جو مقاصد تھے ان کی اہمیت و افادیت دن بدن روشن ہوتی جارہی ہے ایسے حالات میں ندوہ سے انتساب کی بدولت ہماری ذمہ داریاں بھی دو چند ہوگئی ہیں یہ وہ گھڑی ہے کہ تعمیر گلستاں کی خاطر جس کے بس میں جو کچھ ہو، وہ اس کے کرنے سے دریغ نہ کرے۔ آپ ایک صالح وتعمیری فکر کے امین ہیں اور قلم کی طاقت وروانی آپ کو مادرِ علمی کے اسلاف سے ورثہ میں ملی ہے۔

بس عرض یہ کرنا ہے کہ 'تعمیر حیات' کے صفحات آپ کے علمی وفکری مضامین کی اشاعت کے لئے حاضر ہیں، امید یکہ آپ اسے اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے توجہ فرمائیں گے اور آپ کے بیش قیمت قلمی تعاون کی بدولت انشاء اللہ "تعمیر حیات" ان مقاصد کا واقعی ترجمان بن سکے گا جن مقاصد کے تحت یہ تحریک اٹھی تھی اور دارالعلوم قائم ہوا تھا۔

والسلام

رئیس التحریر

محاسن اسلام

انسان اپنے کو پہچانے

مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی
مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء

(یہ امر اب کسی سے مخفی نہیں رہا کہ اسلام کو بدنام کرنے کی منصوبہ بند طریقہ سے سازشیں رچی جارہی ہیں مثلاً یہ کیسا ستم ہے کہ اسلام کو جو عین امن وسلامتی کا مذہب ہے، دہشت گردی سے جوڑ دیا جائے! ایسے حالات میں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اسلام کے محاسن اور اس کی خوبیوں کو پوری قوت اور حکمت کے ساتھ پیش کریں محاسنِ اسلام کو اجاگر کرنے کا یہ عمل ایک طرف خود مسلمانوں کے دلوں کو ایمان ویقین کی حرارت بخشے گا تو دوسری طرف اسلام کے خلاف عائد کئے جانے والے الزامات اور غلط فہمیوں کو بے بنیاد ثابت کرے گا اسی مقصد سے تعمیر حیات کے اس شمارہ سے ہم "محاسن اسلام" کا کالم شروع کررہے ہیں جس کی پہلی کڑی مخدوم ومکرم مولانا سعید الرحمٰن اعظمی مدظلہ کا درج ذیل مضمون ہے۔ امید ہے کہ یہ مضمون نگاہ شوق سے پڑھا جائے گا)

جب ہم اس وسیع تر دنیا میں اللہ کی افضل ترین مخلوق کا جائزہ لیتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ مخلوق انسان ہی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں تخلیقِ انسانی کے مراحل ومنازل کا تذکرہ پورے اختصار واجمال کے ساتھ بیان فرماتا ہے "پھر ہم نے اس کو دوسری ہی مخلوق بنادیا، وہ کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے" اگر انسان کائنات کی دوسری مخلوقات کے مقابلے میں ایک امتیازی حیثیت نہ رکھتا، تو اللہ تعالیٰ اس کی اہمیت کو نہ بڑھاتا اور اس کے مقام کو بلند نہ کرتا اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنی اس عقل سلیم کا صحیح استعمال کرے جس کے ذریعہ خیر وشر، نفع وضرر اور بھلے برے کے درمیان فرق کرسکے، اور اللہ کے متعین کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے، تاکہ وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوکر زندگی گذار سکے، اور اپنی دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو، وہ اپنے مقام ومرتبہ کو پہچانے اور اپنے رب سے اور انسانوں کے ساتھ کیسا تعلق ہونا چاہئے اس سے بھی آگاہ رہے، اور اپنے فرض منصبی کا جائزہ لیتا رہے، وہ اپنی ذمہ داری کا بھی احساس رکھے، پھر یہ کہ اس کے اپنے حقوق وفرائض ہیں جو انسان کی سعادت وکامیابی اور پوری مخلوق پر اس کی برتری کے لئے ثابت شدہ ضمانت کی حیثیت رکھتی ہیں، اور یہی وہ انسان ہے جو اپنے رب کریم سے ہروقت ڈرتا رہتا ہے، یہی وہ بشر ہے جو اپنی خواہشات کو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی کامل شریعت اور طور طریق کے تابع بنا دیتا ہے۔

انسان کی دوسری قسم وہ ہے جو اپنی خواہشات کی تابع ہے، اتباع نفس کے فریب ودھوکے اور شیطان کے بہکاوے اور پھندے میں ہے، گویا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سرکشی کی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی وہ اپنی حیثیت اور اپنے مرتبہ سے ناآشنا اور نابلد رہا، دنیوی زندگی میں وہ اپنے کردار سے ناواقف ہوا، وہ تو صرف اور صرف اپنی گھٹیا تمناؤں، برے خیالات وباطل تصورات، غلط نظریات، بے بنیاد وبے کار مقاصد اور حقیر لذتوں کا شکار بنا، وہ ظلم کے طریقے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، صرف وہ اپنی مفاد پرستی کی خاطر اور اقتدار کی ہوس میں نیز عیش پرستی سے زندگی بسر کرنے کے لئے ہر طرح کے اخلاقی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور انسانی قدروں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

اسلام انسانیت کی اصلاح اور انسان کو نظام تکوینی سے مربوط رکھنے کے لئے آیا، گھٹیا معیار سے اعلیٰ اقدار کی طرف نکالنے کے لئے آیا اور انسانی جرائم اور اخلاقی بیماریوں سے نکال کر اس کو عزت وعظمت کی بلندیوں پر پہنچانے کے لئے ظہور پذیر ہوا، وہ عالمی معاشرہ جو ما قبل اسلام، بے راہ روی کا شکار تھا وہ صرف اسی حقیقت کی تصدیق کرتا ہے جس کی اصلاح نہ کسی علم سے ممکن تھی، اور نہ کسی تہذیب کے ذریعہ، اور نہ ہی کسی طاقتور ملک اس کی اصلاح کرسکا، نہ یہ کسی عظیم الشان شخصیت کے بس میں تھا، اور نہ کوئی عقلی فلسفہ ہی اس

پر قادر تھا جو حیوانیت کے گڈھے میں گرے ہوئے اور درندگی کے دلدل میں پھنسے ہوئے بے قیمت و بے وزن انسان کو انسانیت کا اصل مقام دے سکے، یہاں تک کہ سابقہ مذاہب بھی اس کو صحیح رُخ پر لا کھڑا کرنے میں اس کا ساتھ نہ دے سکے، اسلام ہی ہے جو انسانیت کی تعمیر کرتا ہے اس کا شیوہ یہی ہے کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے، وہ لوگوں تک بھلائی اور خیر پہنچانے کا پیغام عام کرے، یہی وہ اسلام ہے جس نے انسان کو اس کے بلند مقام و مرتبہ سے روشناس کرایا، زندگی کی تعمیر اور مثالی معاشرہ کے بنانے میں اس کے عظیم کارنامہ اور کردار کا صحیح تعارف کرایا، اور اس کو ایسے طریقے سکھائے جن کو اختیار کر کے دنیا کو ایک نئی زندگی اور ولولہ عطا ہو، لوگ اس شخص کے اندر موجود بے بہا صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں، اور نیک انسانی مقاصد کو بروئے کار لا کر اپنی زندگی کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں، ان کی شانِ امتیازی محبت و ایمان، تواضع و خاکساری، عدل و انصاف اور نصیحت و خیر خواہی ہو، ان میں اللہ کے راستے میں جان و مال کی قربانی پیش کرنا اور ہر قسم کے فضائل و مناقب کی نشر و اشاعت بھی شامل ہو۔

اس طرح انسان نے اپنی کھوئی ہوئی قیمت کو پہچانا، اور اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کر کے سعادت و خوش بختی کے درجات کو حاصل کیا جن کی طرف اسلام نے اس کی توجہ مبذول کرائی، اور ان کے ذریعہ زندگی کے رخ کو زندگی کے تمام معاملات میں شر سے خیر کی طرف، ذلت سے عزت کی طرف، غلو پسندی سے اعتدال پسندی کی طرف اور خرابی و بگاڑ سے توازن و سنجیدگی کی طرف پھیر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بقاء، زندگی کے سکون و قرار، انسانیت کی ہدایت اور اس کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کا فیصلہ فرمادیا ہے، چنانچہ یہ کفر و شرک کی تاریکیوں سے ایمان کی کشادگی و وسعت کی طرف اور جہالت و ضلالت کے راستوں سے علم و خوش نصیبی کی شاہراہ کی طرف ایک عظیم انسانی تبدیلی تھی، اس حقیقت و صداقت کو دیکھ کر اس کی بصارت و دور اندیشی لوٹ آئی اور اس میں جلوہ گر ہوئی جس نے اب تک اس سے ہٹ کر اس کو اپنائے بغیر زندگی بسر کی تھی، اب اس پر اسلام کا درخشندہ و تابناک ستارہ جگمگاتا ہے، اور اس کے سامنے ایمان و فرمانبرداری والی زندگی کی فرمانروائی ہوتی ہے یہ تو صرف اور صرف خدا کی قدرت کی وہ کاریگری ہے جو اس پر ایسی وسیع تر اور ہمہ گیر زندگی کا مقصد واضح اور روشن کر رہی ہے جو ہر زمانہ میں اور ہر جگہ دنیا و آخرت کی کامیابی و سعادت کی ضامن ہے۔

انسان زندگی اور وجود کائنات کے راز کو سمجھ چکا ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق اپنے رب سے پریشانی و خوشحالی اور فائدہ و نقصان ہر حالت میں جڑا ہوا ہے اور ایمان و یقین کی بنیاد پر قائم ہے، اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ خوش بختی و کامرانی کا راستہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جو اللہ کی عبادت و فرمانبرداری کرنا چاہتا ہے، اور ان تمام ہدایات و نصائح اور تعلیمات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کو بطریق وحی عطا کی گئی ہیں، یہیں سے انسان اپنی زندگی کا سفر از سرِ نو شروع کرتا ہے، اور اس راستہ کو بدل ڈالتا ہے جن کو وہ پہلے بغیر ہدایت کے خواہشات نفسانی اور شیطان کی پیروی میں اپنائے ہوئے تھا، اب وہ ان تمام راہوں کو چھوڑ کر اللہ کے سیدھے راستے کی اتباع کرتا، اور ان عادتوں سے باز آجاتا ہے جس نے اس کو اصل راستہ سے منحرف کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی اخلاق کی تعمیر جدید کے لئے، موجودہ برائیوں کی اصلاح کیلئے اور تاریک دائرۂ حیات اور زندگی کے جملہ شعبوں کو روشنی عطا کرنے کے لئے شریعت کو نازل فرمایا، چنانچہ اللہ کی شریعت دائمی، ابدی اور سرمدی نعمت ہے جو زمانہ کے اسباب و محرکات سے کبھی متاثر نہیں ہوتی، وہ کبھی بھی اپنی شناخت و حیثیت نہیں کھوتی، بلکہ طویل مدت کے باوجود بھی ہمیشہ برقرار رہتی ہے، کسی حالت میں اس کا قدم ڈگمگا نہیں سکتا، اور نہ اس کے قدم میں کبھی جنبش پیدا ہو سکتی ہے، اس فطری طریقہ کو اختیار کر کے انسان نفس پرستی اور حقیر زندگی کو چھوڑ کر اتباع حق اور سعادت و عزت والی دائمی زندگی کی طرف لوٹ جاتا ہے، اسی زندگی کے ذریعہ اس نے ایمان کی حلاوت محسوس کی ہے اور تقویٰ کی لذت پائی ہے، نیز انسانیت کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچا، اور اس کا مقام و مرتبہ مخلوق کے مابین بلند ہوا، ارشاد ربانی ہے (یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت و شرف کا تاج عطا کیا، اور ان کو خشکی و تری ہر جگہ رزق عطا کئے، نیز اپنی دیگر مخلوقات پر فضیلت بخشی)

انسان نے زمین پر خلافت کی باگ ڈور سنبھالی، باوجود اس کے کہ فرشتوں نے اس

کے اس بڑے عہدہ کی بخشش و عنایت پر نکیر کی اس دلیل کے ذریعہ کہ یہ تو زمین پر فساد برپا کریں گے، اور خونریزی کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس اعتراض کو مسترد فرمادیا، اور ان سے جواباً یوں عرض کیا "جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے" کیا یہ سب چیزیں اس بات پر حجت نہیں ہیں کہ انسان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے، وہ پورے عالم کا ایک ایسا عنصر اور فرد ہے جو افراد سازی کے میدان میں معمار کی حیثیت رکھتا ہے، یہی وہ صفت ہے جسے اسلام نے بیان کیا ہے، پوری زندگی میں پیش آنے والی تمام ضروریات کیلئے ایک ایسی ایمانی تہذیب کو اپنا قائد بنایا جو ہر قدم پر اس کا ساتھ دے سکے۔

اسلام کا پیغام اور اس کی بنائی ہوئی تہذیب نیز مسائل و مشکلات کا حل نکالنے اور علمی و تہذیبی تبدیلیوں کا سامنا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ودیعت کئے ہوئے علمی اوصاف و شرائط کے اندر غور و فکر سے کام لینے والا شخص یہاں تک ضرور پہنچے گا کہ اسلام ہی انسان کا اصل رہنما اور اس کے لئے باطل کی تاریکیوں اور مخالف حالات میں روشنی کا ایک منارہ ہے، یہ کوئی سماجی و معاشرتی مذہب یا دینی طریقہ یا سیاسی نظریہ اور اقتصادی فلسفہ نہیں ہے جو صرف مصائب زندگی اور گردش زمانہ سے نکلنے اور نجات دلانے میں انسان کا ساتھ دے سکے، اور اس کو مادی اور اخلاقی گراوٹوں اور انحطاط کے نتیجہ میں درپیش آزمائشوں اور پریشانیوں سے بچا سکے جس نے اسے اصل شاہراہ سے دور رکھ کر مادی زندگی کے سمندر میں غرق کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت اسلامیہ کو وجود بخشا ہے جو ہر فساد کی اصلاح، انفرادی و اجتماعی انسانی زندگی میں ظلم و ستم کے خاتمہ اور تمام زمانوں میں ہر جگہ حیات بشریت کی خوش بختی و فلاح اور شان و شوکت کی ضمانت لیتی ہے، اگر یہ بلند ترین مقاصد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ زندگی، کائنات اور انسان کو عطا کی گئی اسلام جیسی نعمت کے بارے میں کوئی اور فیصلہ فرماتے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک ایسا مکمل دائمی اور ہمہ گیر دین بنا کر بھیجا ہے، جس کیساتھ جزا و سزا اور حشر و نشر وابستہ ہے، اسی پر عزت و شرافت بھی موقوف ہے، اس میں بھرپور سکون و اطمینان مہیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں، اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا)

یہ سب خصوصیات انسان کے مفاد و نفع کے لئے ہیں جس نے دنیا کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالی ہے، پھر یہ سارے امتیازات ان ابدی و سرمدی ارشادات و فرمودات اور نصائح کی روشنی میں اس کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کے لئے ہیں، جن کا دار و مدار کلام اللہ اور حدیث نبوی پر ہے۔

(تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان و امید رکھے، اور خدا کو خوب خوب یاد کرے)۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

آئندہ شمارے کی ایک جھلک

۱ حمد و مناجات

۲ مولانا محمد ثانی حسنی ندویؒ کی ایک مقبول نعتِ رسول ﷺ

۳ مولانا عبدالکریم پاریکھ کے قلم سے: "دشمن کب غالب آتا ہے؟"

۴ طلباء کے الوداعیہ جلسہ میں پیش کی گئی ایک تاثراتی نظم

۵ "گوشۂ خواتین" میں مخدومہ امۃ اللہ تسلیمؒ کا ایک تربیتی مضمون

۶ ختمِ ترمذی شریف کی مجلس میں حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا خطاب

۷ "زندگی نامہ" کے عنوان سے تازہ صورت حال پر ایک کالم: مرتّب کے قلم سے ----- اور مستقل کالمز کے ساتھ دیگر مضامین

فقہ وفتاویٰ

احکام و مسائل

مولانا محمد طارق ندوی

"فقہ وفتاویٰ" کے اس کالم کے تحت فقہی سوال وجواب شائع کئے جاتے ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ اس نوعیت کے سوالات ان کے ذہن میں آئیں تو انہیں ایک پوسٹ کارڈ پر لکھ کر دفتر کو ارسال کردیں۔ افادۂ عام کی غرض سے انھیں 'احکام ومسائل' کے صفحہ پر شائع کیا جا... (...)

س۔ سجدہ میں پیر کی انگلیوں کو کس سمت رکھنا چاہئے؟

ج۔ سجدہ کرتے وقت پیروں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھنا مسنون ہے، "و یضع یدیه فی السجود حذاء أذنیه و یوجه اصابعه نحوا لقبلة و کذا اصابع رجلیه.

(فتاویٰ ہندیہ ج اول ص ۷۵)

س۔ اگر کوئی شخص سجدہ میں ایک ہی پیر زمین پر رکھے دوسرا اٹھائے رہے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

ج۔ نماز ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی۔

س۔ نماز کے اندر دل میں قرأت کرنے سے نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

ج۔ قرأت دل میں کرنے سے نماز ہوجائے گی زبان سے ادائیگی ضروری نہیں ہے۔

س۔ کیا نماز میں شرکت کی خاطر دوڑ سکتے ہیں؟

ج۔ جماعت میں شریک ہونے کے لئے دوڑ کر نہیں جانا چاہئے بلکہ سکون واطمینان کے ساتھ جانا چاہئے، حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے بعض لوگوں کا شور سنا جب ہم فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات تھی؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ جماعت کی طرف آرہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو جب تم نماز کی طرف آؤ تو اطمینان وسکون کے ساتھ آؤ، جتنی نماز تمہیں مل جائے اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پوری کرو۔ (بخاری ومسلم)

س۔ کیا نماز فجر کے بعد سنن ونوافل یا قضاء عمری پڑھ سکتے ہیں؟

ج۔ نماز فجر کے بعد سنن ونوافل نہیں پڑھ سکتے ہیں فرض نمازوں کی قضا پڑھ سکتے ہیں۔

س۔ اگر گھر میں تنہا نماز پڑھے تو اقامت کہے یا نہیں؟

ج۔ گھر میں منفرد کے لئے محلہ کی اقامت کافی ہے۔

س۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز میں اپنا ہاتھ داڑھی پر پھیرتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

ج۔ مذکورہ عادت سے احتراز کرنا چاہئے اس طرح بار بار داڑھی پر ہاتھ پھیرنے سے نماز مکروہ ہوجائیگی۔

س۔ ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور دوسرے لوگ آکر شامل ہوگئے تو کیا جماعت ہوجائیگی؟

ج۔ ہاں، جماعت ہوجائیگی۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں سویا رات کو جب نبی کریم ﷺ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو میں آپ کے ساتھ شامل ہوگیا (بخاری ومسلم) نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

س۔ بچہ کے پہلی مرتبہ جب بال منڈوائے جاتے ہیں تو ان بالوں کو کیا کرنا چاہئے؟

ج۔ اس بچہ کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا مسنون ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال عقّ رسول الله ﷺ عن الحسن بشاة وقال یافاطمة احلقی رأسه و تصدقی بزنة شعره فضة فوزنته فکان وزنه درهما او بعض الدرهم (الخ)

(ترمذی ج ۲ ص ۱۸۳)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے حضرت حسنؓ کا ایک بکری ذبح کرکے عقیقہ کیا اور فرمایا کہ اے فاطمہ! ان کے بال مونڈو اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ تو انھوں نے ایک درہم یا کئی درہم صدقہ کئے۔

س۔ کیا نذر ماننا اسلام میں جائز ہے؟

ج۔ اسلام میں نذر ماننا جائز ہے، اگر کسی شخص نے کسی طاعت کی نذر مانی ہے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ "اجمع المسلمون علی صحة النذر ووجوب الوفاء به اذا کان الملتزم طاعة فان نذر معصیة او مباحا کدخول السوق لم ینعقد نذره ولا کفارة علیه عندنا وبه قال جمهور العلماء.

(حاشیہ صحیح مسلم للنووی ج ۲ ص ۴۴)

"علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نذر طاعت کے لئے ہو تو وہی صحیح ہوگی اور اسی پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، لیکن اگر نذر معصیت کے لئے ہو یا مباح ہو جیسے بازار جانا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہوگی، اور نہ ہی ہمارے نزدیک اس پر کفارہ ہوگا۔

اخبار وافکار

• اردو ٹائمز ممبئی
• مشرق کولکاتا
• منصف حیدرآباد
• راشٹریہ سہارا لکھنؤ

مسلمان دنیا کے سامنے خود کو علم وعمل کا نمونہ بنا کر پیش کریں

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا سفر کلکتہ ------ ایک رپورٹ

اسلامک ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کلکتہ (کولکاتا) کا ایک تعلیمی ادارہ ہے جس کے نگراں پروفیسر اخلاق الرحمٰن قدوائی (سابق گورنر مغربی بنگال) ہیں۔ مذکورہ ادارہ تعلیمی میدان میں سرگرم عمل ہے اسی کے تحت چلنے والے اداروں میں سے آئیڈیل پبلک اسکول ہے، یہ ایک انگلش میڈیم اقامتی اسکول ہے۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہٗ (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ وناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) اس ٹرسٹ کی دعوت پر ۲۸ ستمبر کو کلکتہ تشریف لے گئے۔ آئیڈیل پبلک اسکول کے پروگراموں میں سے ایک پروگرام مسجد کے سنگ بنیاد کی نقاب کشائی تھی جو حضرتِ والا کے دست مبارک سے انجام دی گئی جبکہ لیبارٹری کا افتتاح سابق گورنر مغربی بنگال جناب اخلاق الرحمٰن قدوائی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ شہر کلکتہ صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ کے لئے چشم براہ بنا ہوا تھا، زندہ دلان کلکتہ نے حضرتِ والا کی آمد پر ان کا پرجوش خیر مقدم کیا، ٹرسٹ کی جانب سے سپاس نامہ بھی پیش کیا گیا ، دوروزہ قیام کلکتہ کے دوران موصوف نے کئی تقریبات میں شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب بھی کیا۔ اسی موقع پر باب العلوم کلکتہ کا ۲۹ رواں سالانہ جلسہ بھی انعقاد پذیر ہوا جس میں 'مدرسہ کی حقیقت اور اہمیت' کے موضوع پر سیمینار رکھا گیا تھا باب العلوم کے سالانہ جلسہ میں بھی حضرتِ والا نے شرکت فرمائی۔ جناب شاہد حسین صاحب حضرت مولانا کے شریک سفر رہے، مولانا محمد خالد ندوی نے بھی باب العلوم کے پروگرام میں شرکت کی۔ اخبارات نے حضرت والا کے بیانات کی شاہ سرخیاں بنائیں اور انہیں بھرپور Coverage دیا روزنامہ اخبار مشرق، اجالا اور آزاد ہند کلکتہ کے حوالہ سے کلکتہ میں حضرت والا کی تقریروں اور بیانات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

کلکتہ ایئرپورٹ سے حضرت مولانا سید ناصر احمد صاحب کے مکان تشریف لے گئے، ناصر احمد صاحب کے مکان پر کلکتہ کے دانشوروں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ مسلم دانشوروں کے اتحاد کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ کلکتہ ہمدردان ملت اور زندہ دلان ملت کا شہر ہے۔

حضرت مولانا رابع حسنی ندوی نے حالات حاضرہ سے متعلق فرمایا کہ گجرات کے واقعے کی مذمت صرف مسلمانوں نے ہی نہیں کی ہے بلکہ غیر مسلم دانشوروں نے بھی گجرات واقعہ کی سخت مذمت کی ہے اور تنقید کی ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کو جب یہ باتیں سمجھ میں آئیں گی تو وہ خود سوچیں گی کہ انہوں نے اپنے ملک کا کیا نقصان کیا ہے۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ اسلام کا دوسرا نام امن کا پیغام پہنچانا ہے لہٰذا ہمیں اس ملک میں آپس میں مل کر رہنے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے۔

حضرت مولانا نے فرمایا کہ انہیں جس خلوص سے قوم وملت کی رہنمائی کرنے کی باگ ڈور دی گئی ہے وہ اسے بخوبی نبھانے کی کوشش کریں گے شرط یہ ہے کہ انہیں قوم وملت اور عوام کا بھرپور تعاون ملے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش کی

جاری ہے لیکن ہمیں کوئی ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو پائے گا۔ شرط یہ ہے کہ ہمیں بھی دوسری قوموں کی طرح تعلیمی میدان میں آگے بڑھنا ہوگا تا کہ کوئی ہمیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔

حضرت مولانا نے ہاشم نگر آئیڈیل پبلک اسکول میں ایک مسجد کے سنگ بنیاد کی نقاب کشائی کی۔ اس موقع پر انہوں نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ خود کو دنیا کے سامنے علم و عمل کا نمونہ بنا کر پیش کریں۔ مولانا محترم نے مسلمانوں کو سائنسی تعلیم کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہونے کی ضرورت کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا کہ سائنسی ترقیوں نے اور تعلیمی ماہرین نے پوری دنیا کو سمیٹ کر ایک محلہ بنا دیا ہے۔ ہاشم نگر آئیڈیل پبلک اسکول میں ایک اقامتی ہوسٹل کے سنگ بنیاد کی نقاب کشائی بھی ہوئی جو مغربی بنگال کے سابق گورنر جناب اے آر قدوائی نے کی۔ شام کو مولانا نے شہر میں مدرسہ باب العلوم کے ۲۹/ویں سالانہ جلسے میں "مدرسہ ہر دور کی طرح اس دور کی بھی ضرورت ہے" کے عنوان کے تحت مباحثے میں شرکت کی اور وہاں انہوں نے تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ایسی مجلسوں کو باعثِ برکت بتایا۔ مولانا نے حکومتِ وقت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں دین کی تبلیغ اور اس کے فروغ کا کام حکومت کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد مولانا نے بعد نماز مغرب سینٹ زیویرس کالج میں بھی خطاب فرمایا اور تعلیم و تعلم کی طرف مسلمانان ہند کو راغب ہونے کی ترغیب دی۔ حضرتِ والا نے اپنی جامع اور بصیرت افروز تقریر میں تعلیم اور اس کی حقیقت کو انسان کی زندگی کے لئے غذا فرمایا جو جسم کے بقا اور ترقی کے لئے لازمی ہے بعینہ تعلیم بھی ایک کامیاب انسان اور با مقصد زندگی کے لئے اتنی ہی ضروری ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ ترقی کی راہیں طے کرنے کے لئے جنہوں نے حصولِ تعلیم کو زینہ بنایا تاریخ گواہ ہے کہ وہی کامیاب رہے۔

معروف عالم دین نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ نے اس ملک کو دو بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ایک اسباب اور دوسری ذہانت۔ مسلمان اگر چاہیں تو حصولِ تعلیم میں دلچسپی لے کر دنیا کے سامنے ایک نمونہ بن سکتے ہیں اور اگر مسلمانوں نے تعلیمی راہ پر خود کو گامزن کر دیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ضرور سرخروئی عطا فرمائیں گے اور دونوں جہاں میں کامیابی ان کا مقدر ہوگی۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر ہم نے تعلیم، تجربہ، عقل و خرد اور ہوشمندی کو اپنا شعار بنا لیا تو ہم ترقی کا ہر زینہ طے کر سکتے ہیں۔

باب العلوم کے ۲۹/ویں یوم تاسیس کے موقع پر ہونے والے سیمینار کے تیسرے دور کا افتتاح بھی مولانا محترم نے کیا۔ مولانا نے اپنی مختصری تقریر میں ملت کے لوگوں کے کسی تعمیری فکر کے ساتھ بیٹھنے کو قابل مبارک باد قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ آج کے پر فتن دور میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ مسلمانوں تک دین کی صحیح صحیح باتیں پہنچائی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ نئی نسل کو دین کے تقاضوں کے مطابق تیار کیا جانا چاہئے۔ تعلیم کی اہمیت اور افادیت کو بھی زیر گفتگو لاتے ہوئے مشورہ دیا کہ نظام تعلیم کے بہت سے تقاضے ہیں جن سے مدرسوں کو بھی ہم آہنگ ہونا چاہئے۔ اس سلسلے میں ماہرین تعلیم اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ مولانا رابع حسنی ندوی نے کہا کہ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔ یہاں دین کے فروغ یا اشاعت کی ذمہ داری حکومت کی نہیں خود مسلمانوں کی ہے لہٰذا مسلمانوں کو اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانا چاہئے۔

☆☆ جامعہ سید احمد شہید احمد آباد کٹولی (ملیح آباد) کے دو روزہ سالانہ جلسہ کی حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء نے صدارت فرمائی اپنے صدارتی خطبہ میں مولانا محترم نے فرمایا کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے اپنے کو پہلے سدھارنا اصل کام ہے ورنہ اسلام کا چہرہ داغ دار ہوگا اگر ہم اسلامی زندگی اختیار کرتے تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ ہم پر کوئی انگلی اٹھائے، مولانا محترم نے اصلاح معاشرہ کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ برائیوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے ورنہ دوسروں پر خراب اثر پڑتا ہے۔ انہوں نے مدارس اسلامیہ کے کردار کو عین اسلامی روایات کے مطابق قرار دیا اور کہا کہ یہی وہ مدارس ہیں جو صحیح معنوں میں انسان کو انسانیت کی قدروں کے مطابق انسان بنا رہے ہیں اور مدارس کے کردار پر حملہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

دوسری نشست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا محمد سالم قاسمی نے فرمائی مولانا نے فرمایا کہ مدارس کے قیام کا مقصد صاف ستھری تہذیب کو فروغ دینا ہے۔

(اخبار امت)

ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ اخلاص اور اتحاد سے کام کرنے میں غیر معمولی نتائج سامنے آئے ہیں

(صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ)

مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی نشست

ایک رپورٹ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس مورخہ ۲۲/ستمبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار زیر صدارت صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سلیمانیہ ہال میں منعقد ہوا، جس میں اراکینِ عاملہ اور مدعوئین کرام نے شرکت کی، اس کی ایک مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

☆☆☆☆

مولانا محمد رضوان القاسمی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے کاروائی کا آغاز ہوا، مولانا لقمان خان ندوی بھوپال رکن بورڈ کے انتقال پُر ملال پر اظہارِ تعزیت کیا گیا اور دعاء مغفرت کی گئی، سابقہ اجلاسِ عاملہ منعقدہ حیدر آباد کی کارروائی کی توثیق کی گئی، سولہویں اجلاس منعقدہ حیدر آباد کی قراردادوں اور فیصلوں کے جائزے اور ان کی تعمیل کے لئے عملی اقدامات کے سلسلہ میں، گجرات کے دوران فساد میں منہدم مساجد، مقابر اور مذہبی نوعیتوں کے دیگر مقامات کی تعمیر اور بازیابی کے مسئلہ پر غور کیا گیا، جناب عبدالرحیم قریشی صاحب سکریٹری بورڈ نے بتایا کہ ایسی مساجد اور مذہبی نوعیت کے مقامات کا سروے اور فہرستیں موجود ہیں، چند مساجد کو مندر میں بدلا بھی گیا ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ایک نمائندہ وفد صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم سے ملے اور ایک میمورنڈم پیش کرتے ہوئے یہ مطالبہ پیش کرے کہ سرکار کی جانب سے ان مساجد و مقابر وغیرہ کی تعمیر کی جائے، اور جن پر ناجائز قبضے ہیں، ان قبضوں کو ہٹا کر مسلمانوں کو یہ عبادتگاہیں واپس کی جائیں۔

دینی مدارس و مکاتب کے خلاف معاندہ مہم کے متعلق اجلاسِ حیدر آباد کی قرارداد کو پیش کرتے ہوئے جناب عبدالرحیم قریشی صاحب سکریٹری بورڈ نے کہا کہ اس اجلاس کو اس قرارداد کی روشنی میں عملی اقدامات طے کرنا چاہئے، ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نمائندہ اجتماع بورڈ کی طرف سے طلب کیا جائے جس میں مدارس کے موقف کو واضح کرتے ہوئے بتایا جائے اس مہم کا مقصد بے بنیاد پروپیگنڈہ کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کو فروغ دینا ہے، جناب مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری بورڈ نے کہا کہ ہر ریاست میں دینی مدارس کا سروے ہونا چاہئے، اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

اس اجلاس نے حکومت کرناٹک سے مطالبہ کیا کہ وہ مدرسہ بورڈ بل کو واپس لے کیونکہ اس کے ذریعہ مدارس کی داخلی آزادی کو ختم کیا جا رہا ہے، نیز، مذہبی آزادی کے بنیادی حق کو پامال کیا جا رہا ہے، اس اجلاس نے کرناٹک کے دینی مدارس کے ذمہ داروں سے بھی یہ اپیل کی کہ وہ مدرسہ بورڈ کے قیام کی تجویز کے خلاف ریاستی حکومت سے پرزور نمائندگی کرے، اور خود کو مدرسہ بورڈ سے علیحدہ رکھے۔

اجلاس کی دوسری نشست ۳:۳۰ بجے شروع ہوئی، جناب عبدالرحیم قریشی صاحب سکریٹری بورڈ نے اصلاح معاشرہ کے تعلق سے اجلاس حیدر آباد میں منظور شدہ قرارداد پیش کی، جس میں "اصلاح معاشرہ تحریک" کو ملک گیر سطح پر منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا، انہوں نے کہا کہ اس تحریک کے لئے ہر ریاست کے ارکان بورڈ پر مشتمل اصلاح معاشرہ کمیٹی

بقیہ ص ۳۰

تعارف وتبصرہ

تذکرة الصدیق

سوانح حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ

مولانا شمس الحق ندوی

معروف داعی اور مصلح عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، ان کی شخصیت ایمان کی طاقت، مجاہدات و ریاضات، علم ومعرفت، اخلاص وللٰہیت، خدمت خلق، یقین کی پختگی، عشق ومحبت، دین کا سچا درد، توکل کا سرمایہ، اتباع سنت کا شوق، دعوت واصلاح کی فکر، تعلیم وتدریس کا ذوق، قرآن کریم سے شغف، غربت میں یادالٰہی، صبر واستقامت، ہمت واستقلال اور ضبط نفس سے عبارت تھی۔

مولانا موصوف کی تعلیمی وتربیتی، اصلاحی ودعوتی جدوجہد، فکرمندی اور عنایات وتوجہات سے بُندیل کھنڈ اور باندہ کے علاقے بالخصوص اور دیگر مقامات میں بالعموم علم دین کی اشاعت، دعوت واصلاح اور تعلیم وتربیت کا بڑا کام ہوا۔

"تذکرة الصدیق" مولانا باندویؒ کی مکمل سیرت وسوانح پر مشتمل ایک ایسی کتاب ہے جس میں حضرت مولاناؒ کا پورا سراپا آگیا ہے، اور اس میں مرتب کتاب عزیز مکرم مولانا عبید اللہ الاسعدی (استاذ جامعہ عربیہ ہتھورا) کی غیر معمولی محنت اور بھرپور عقیدت ومحبت کی کارفرمائی رہی ہے۔

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد میں باندہ، ہتھورا، بُندیل کھنڈ کا تعارف، خاندان نسب نامہ، خاندانی حالات، تعلیمی عہد، تدریسی زندگی، بیعت وخلافت، ارشادات ومعمولات، صفات وکمالات، اخلاق ومزاج، عائلی زندگی، معاشی نظام، اسفار وعلالت اور سفر آخرت پر مشتمل ہے جب کہ دوسری جلد میں دینی، تعلیمی، تبلیغی، دعوتی اور اصلاحی جدوجہد، مواعظ ومعمولات، تالیفات وتصنیفات، شعروشاعری، ملکی معاملات وسیاسی نظریات، مبشرات وتاثرات، کرامات ومنامات سے متعلق معلومات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس طرح یہ کتاب حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کی مفصل سوانح حیات کا نقشہ پیش کرتی ہے جو عوام وخواص سب کے مطالعہ کے لئے یکساں مفید ہے، بالخصوص طلباء، اساتذہ، علماء، مدارس کے ذمہ داروں اور دعوت واصلاح میں لگے ہوئے افراد کے لئے قابل استفادہ اور قابل اصلاح ایک مفید تحفہ ہے۔

امید ہے کہ "تذکرة الصدیق" تمام حلقوں میں ذوق وشوق کے ساتھ پڑھی جائے گی۔

مولانا عبید اللہ الاسعدی کی یہ کتاب "تذکرة الصدیق" بڑی خوبصورت دو جلدوں میں تیرہ سو صفحات پر مشتمل ۲۵۰ روپے میں حسب ذیل پتہ سے حاصل کریں:

مکتبہ حراء، ٹیگور مارگ ندوہ روڈ لکھنؤ

مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت

نہایت خوشی ومسرت کا مقام ہے کہ مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی (استاذ ادب عربی دار العلوم ندوة العلماء لکھنؤ) کو ان کی عربی زبان کی گرانقدر خدمات کے اعتراف میں "صدر جمہوریہ ایوارڈ" کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ تدریس سے وابستگی کے ساتھ ساتھ موصوف نے تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں، حال ہی میں "مغربی میڈیا اور اس کے اثرات" نامی انکی کتاب کی برصغیر ہندوپاک میں بڑی پذیرائی ہوئی ہے، اس کے علاوہ ان کی کتاب "ابوالحسن الندوی کاتباً ومفکراً" عالم اسلام میں نگاہ تحسین سے دیکھی گئی اور اسی طرح "الزمخشری کاتباً ومفکراً" نے بھی اہل علم وادب سے خراج تحسین وصول کیا۔ موصوف عالمی رابطہ ادب اسلامی کے فعال وسرگرم ممبر، سہ ماہی کاروان ادب کے رکن مجلس ادارت، المعہد العالی للدعوة الفکر الاسلامی کے مدیر اور مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کے جوائنٹ سیکریٹری بھی ہیں۔

ادارہ موصوف کی خدمت میں صمیم قلب کے ساتھ ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ موصوف کا مرحلہ شوق نہ ہو طے! ان کا علمی وفکری سفر جاری رہے اور کاروان علم وادب کی تشنگی کی سیرابی کا سامان ہوتا رہے۔

(ادارہ)

روداد چمن

آپ ایسا کام کرجائیں کہ آپ کو صدیوں یاد رکھا جاسکے

(حضرت ناظم ندوة العلماء)

اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کی ذمہ داری آپ پر عاید ہوتی ہے

(حضرت مہتمم صاحب دار العلوم ندوة العلماء)

جمعیۃ الاصلاح کی تقریبات میں طلباء سے خطاب

☆ جمعیۃ الاصلاح کے جمالیہ ہال میں تقسیم انعامات کے جلسے کو خطاب کرتے ہوئے حضرت ناظم ندوة العلماء نے فرمایا کہ ایک انعام علامتی ہوتا ہے اور ایک انعام حقیقی ----- علامتی انعام کی بھی اہمیت ہے، یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ اگر آپ اپنی کوششوں کو جاری رکھیں گے تو کامیابی آپ کے قدم چومے گی، نگاہ بلند چیز پر ہو تو انسان کو آگے بڑھنے کا حوصلہ ملتا ہے البتہ اس کا خیال رہے کہ ہم اس رفتار سے چلیں کہ متعینہ مدت میں اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔

حضرت ناظم صاحب نے فرمایا کہ ابھی جو ندوہ کا ترانہ پڑھا گیا اور اس میں جو دعویٰ آپ نے پیش کیا کہ

هم نازش ملک وملت ہیں
ہم سے ہے درخشاں صبح وطن

تو آپ ان دعووں کو عملی سطح پر سچ اور واقعی ثابت کردکھائیں۔ آپ ایسا کام کرجائیں کہ آپ کو صدیوں یاد رکھا جاسکے، آپ زمانہ کا رخ بدل سکتے ہیں تاریخ میں ایسی شخصیتوں کی مثالیں ملتی ہیں جنھوں نے تاریخ کے دھارے کو موڑ دیا۔

حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کو رخ طے کرنا ہے، کئی طرح کے رخ ہوسکتے ہیں آپ طے کریں کہ آپ کی صلاحیتیں کس رخ پر لگ کر مفید ہوسکتی ہیں پھر آپ محنت کریں اور اپنے آپ کو کھپائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ بڑے عالم، بڑے داعی اور بڑے بزرگ نہ بن سکیں۔ اگر کام کی دھن ہوگی تو اللہ کی مدد شامل حال ہوگی، صلاح الدین ایوبی کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ حالات ان کے لئے کس قدر ناگفتہ بہ اور برہم تھے لیکن بیت المقدس کی بازیابی کی مقدس مہم انھیں کے ہاتھوں سر ہوئی۔

اس پروگرام میں مولانا سعید الرحمٰن اعظمی مدظلہ مہتمم دار العلوم بھی بہ نفس نفیس تشریف فرما تھے حضرت مہتمم صاحب کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

☆ سلیمانیہ ہال میں جمعیۃ الاصلاح کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں خطاب کرتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب دار العلوم ندوة العلماء نے فرمایا کہ طلبائے کرام اپنے مقام کو پہچانیں۔ انھیں داعی کا کردار نبھانا ہے اور دنیا کو یہ باور کرانا ہے کہ متمدن دنیا کو حقیقی سکون، دامن رسالت ہی میں نصیب ہوسکتا ہے ---- نادان دنیا کہتی ہے کہ اسلامی شریعت میں وقت کے تقاضوں کی رعایت کرتے ہوئے تبدیلیاں کی جانی چاہئیں، افسوس کہ ہماری ملت کی صفوں میں موجود چند ایک افراد بھی ان کی لے میں لے ملاتے ہیں ---- یہ آپ کے لئے ایک چیلنج ہے آپ کو علمی وفکری لحاظ سے بھی اور عمل کے لحاظ سے بھی یہ ثابت کرنا ہے اور دنیا کو ذہن نشین کرانا ہے کہ اسلامی شریعت قانون الٰہی ہے ---- اس کے لئے آپ خود کو تیار کریں اور اس عظیم تیاری کی خاطر آپ اپنے اندر علم کی گہرائی پیدا کریں، عقیدہ کی پختگی پیدا کریں اور تعلق مع اللہ مضبوط ہو ---- دین اسلام قیامت تک کے لئے ہے اس میں تبدیلی کی گنجائش اور اس کا سوال ہی کہاں؟ الیوم اکملت لکم دینکم فرمایا گیا تو یہ چیلنج ہے آپ کے سامنے، دنیا کو دین اسلام کی حقانیت باور کرانے کا چیلنج! پختہ عقیدہ، گہرا علم اور اچھا عمل وکردار یہ وہ خصوصیات ہیں جن کو اپنا کر ہی آپ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرسکتے ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے آئے ہوئے پروفیسر ظفر احمد صدیقی نے فرمایا کہ جب میں اپنے مادر علمی ندوہ آتا ہوں تو مجھے وہ سکون محسوس ہوتا ہے جو ماں کی آغوش میں ایک بچہ کو میسر آتا ہے ---- آپ یقین کیجئے کہ آپ کو ایسے اساتذہ نصیب ہیں جن کی

مثال اور نظیر آپ کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی، یہ اساتذہ سراپا شفقت ہیں اور یہ بات میں اپنے تجربات کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں۔

انھوں نے مزید کہا کہ آپ اپنے اندر احساس کمتری کو کبھی در نہ آنے دیں، اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کیجئے، اپنے مادر علمی کی آپ کے دل میں عظمت ہو، آپ کے سینہ میں موجود علم کی آپ کو قدر ہو ۔۔۔۔ موصوف نے کہا کہ تیسری بات جو مجھے کہنی ہے وہ ہے۔ ع

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

پروفیسر اجتباء ندوی نے طلبا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ انعام آپ کے لئے راہ عمل متعین کرتا ہے، آپ کو دراصل آزمائشوں کا مقابلہ کرنا ہے اور اُن سے نبرد آزما ہوکر کامیابی وکامرانی کا انعام حاصل کرنا ہے۔ پروفیسر ظفر احمد صدیقی نے جو کچھ کہا ان کی باتیں حقائق پر مبنی ہیں۔ لباس اور شکل و صورت میں ذرا سی تبدیلی انسان کو اپنے مقصد سے بھی دور کردیتی ہے۔ پروفیسر ظفر احمد صدیقی ندوی ہیں اور انھیں ترقی پسند حلقہ میں بھی اعتبار حاصل ہے، ان کی نگارشات قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں لیکن یہ آپ کے سامنے ہیں اور آپ ان کی وضع قطع دیکھ رہے ہیں اسلامی وضع قطع !! ۔۔۔۔ آپ خود کو پہچانئے، اپنے اندر وہ جوہر اور صلاحیت پیدا کیجئے جس کا لوہا دنیا ماننے پر مجبور ہوجائے ۔۔۔۔ دنیا کو ایسی مشعل اور چراغ کا انتظار ہے جو اُن کے لئے چراغ راہ بن سکے۔

آخر میں حضرت ناظم ندوۃ العلماء نے فرمایا کہ اللہ نے انسان کو ایک ذمہ داری دے کر بھیجا ہے ایک مقصد اس کے سامنے ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر مقصد کی بصیرت پیدا کرے اور مقصد کی بصیرت پیدا کرنے کے لئے ہی یہ مدارس قائم کئے جاتے ہیں ۔۔۔۔ اللہ ہم سے پوچھے گا کہ ہم نے تمھیں نعمتیں دیں، تم نے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے کیا کیا، کون سے اقدامات کئے تو ہمارے اندر عند اللہ مسئولیت کا احساس جاگنا چاہئے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ احساس کمتری کی بیماری ایسی بیماری ہے جیسے کسی کو دِق ہوجائے اور پھر اس کے لئے یاس وحسرت کے سوا کچھ باقی نہ رہ جائے، احساس کمتری کا شکار شخص ہر جگہ ناکام رہتا ہے، احساس برتری بھی مناسب نہیں، اللہ نے جو نعمتیں بخشیں ان پر اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ جو سہولتیں آپ کو میسر ہیں، ان کی قدر کیجئے۔ حضرت ناظم ندوۃ العلماء کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

☆ علیا ثانیہ کے طلباء کو الوداعیہ دیا گیا اس تقریب میں طلباء نے اپنے تاثرات پیش کئے، فضا میں مسرت وغم کا امتزاج دیکھنے کو مل رہا تھا، اس تقریب میں حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء، حضرت مہتمم صاحب اور اساتذہ کرام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت فرمائی۔

☆ ۲۷؍رجب المرجب ۱۴۲۳ھ کو مسجد دار العلوم ندوۃ العلماء میں ختم ترمذی شریف کی بابرکت مجلس منعقد ہوئی جس کو حضرت ناظم ندوۃ العلماء نے خطاب فرمایا، اس مجلس کا سماں نہایت روح پرور تھا اور حاضرین کی آنکھیں بار بار نم ہوجاتی تھیں۔ حضرت والا نے اس مبارک ومسعود مجلس میں نہایت علمی وفکری نکات پیش فرمائے، ہماری کوشش ہوگی کہ انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں اس کی تفصیلات پیش کی جاسکیں۔ ❀❀❀

(ا۔ش)

بقیہ اخبار امت

تشکیل دی جائے۔ اور یہ کمیٹی ساری ریاست میں اصلاح معاشرہ کے مہم کو منظم کرے اور جہاں حالات مناسب ہوں اور مطلوب صلاحیتیں دستیاب ہوں، دار القضاء قائم کریں۔

مولانا سید ولی رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ کی تجویز پر طے کیا گیا کہ مجلس تاسیسی کا اجلاس مونگیر میں شوال کے اواخر یا ذوقعدہ کے اوائل میں منعقد ہو، نکاح نامہ کے مسئلہ پر مولانا سید نظام الدین صاحب (جنرل سکریٹری بورڈ) نے بتایا کہ نکاح نامہ کے پچھلے مسودہ کو سامنے رکھ کر معیاری نکاح نامہ ترتیب دیا جائے۔

آخر میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ اس اجلاس میں اہم مسائل پیش ہوئے اور باہمی مشورہ سے رائے قائم کی گئی۔

ہم اس عزم کو لے کر یہاں سے اٹھیں کہ اپنی کوتاہی کو دور کریں گے، بورڈ کا کام مسلمانوں کے دینی وشرعی مسائل پر غور کرنا ہے، جب اہم اخلاص اور اتحاد کے ساتھ کام کریں گے، تو اللہ کی مدد آئے گی، ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ اخلاص اور اتحاد سے کام کرنے میں غیر معمولی نتائج سامنے آئے ہیں، کئی مرحلے ایسے آئے، جبکہ حالات اتنے تشویشناک تھے کہ سمجھا جاتا تھا کہ اس سرزمین پر مسلمان باقی نہیں رہیں گے، مگر اللہ کی طرف سے مدد اور نصرت کا فیصلہ ہوا، مسلمان آج بھی اس ملک میں معزز ہیں، صدر بورڈ نے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے فیصلوں کو مفید بنائے ان میں خیر عطا فرمائے اور ان پر عمل کی توفیق دے، آخر میں یہ اجلاس صدر محترم کی دعاء پر اختتام پذیر ہوا۔☆

قند مکرر

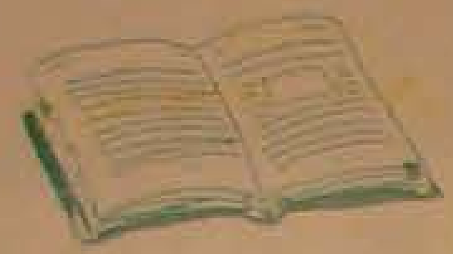

تعمیر حیات کا ایک ورق

۳۹ سال پہلے

تجدید عہد

آج ہم پھر اس عہد کی تجدید کرتے ہیں جو ہندوستان کے مخلص اور روشن ضمیر علماء نے آج سے ستر برس پہلے کانپور کے [illegible] عام سے کیا تھا، وہ یقیناً ایک مبارک اور تاریخی گھڑی تھی جس کو ہندوستان کی اسلامی تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

انھوں نے اپنی ایمانی فراست سے وقت کی جس آواز کو سمجھا تھا، اور اپنی نگاہ بصیرت سے جن انقلابات وتغیرات کا مشاہدہ کیا تھا اس کا عمل ابھی ختم نہیں ہوا۔ بیسویں صدی کے اس نصف آخر میں بھی (جو مادہ پرستی، الحاد وبے دینی اور غیر اسلامی نظریات وتحریکات کی سخت یورش کا عہد ہے) ان کی جلائی ہوئی شمع روشن ہے، اور ماحول کی کثافت اور تاریکی کے ساتھ ساتھ اس کی روشنی بھی برابر بڑھتی جارہی ہے۔

یہ دراصل اس عہد کی تجدید ہے کہ ندوۃ العلماء نے جو دعوت، نصب العین اور نظام عمل مسلمانوں کے سامنے پیش کیا تھا اور جس نے ان کے اندر زندگی کی ایک لہر پیدا کردی تھی، وہ دعوت اور نصب العین ایک طرف علوم نبوت کا حامل وداعی اور شارح وترجمان، اور مسلمانوں کی معاشرتی ودینی اصلاح، رفع نزاع باہمی اور اخوت اسلامی کا آئینہ دار ہے، اور دوسری طرف مغرب کے چیلنج کا ٹھوس اور عملی جواب بھی ہے، یہ اس کے ایسے دو شہپر ہیں جو اس کی بلند اور نتیجہ خیز پرواز کے لئے ضروری ہیں، وہ نہ مرعوبیت کا قائل ہے نہ فرار کا داعی، نہ مغربی علوم اور مادی وسائل وترقیات کا بالکلیہ منکر ہے نہ اس کا مقلد جامد اور خوشہ چیں، وہ نہ ان علوم ووسائل اور صنعتی ترقیات سے وحشت رکھتا ہے اور نہ ان سے مقاصد کا معاملہ کرنا چاہتا ہے، وہ مغربی تہذیب کی قوت ووسعت، جاذبیت اور اثر انگیزی کا معترف بھی ہے اور اس کے معنوی افلاس، باطنی ظلمت اور بے مقصدیت اور بے یقینی کی اس کیفیت سے بھی واقف ہے جو یورپ کے حسین وجمیل مظاہر کے اندر پوشیدہ ہے اور جس نے اس کو حقیقی سکون، قلبی اطمینان اور باطنی مسرت سے یکسر محروم کر رکھا ہے۔

ندوۃ العلماء کے یہ دو ایسے بازو ہیں جو اس کے متوازن ترقی وپیش قدمی کے لئے بے حد ضروری ہیں اور ان دونوں کے صحیح تناسب کو ملحوظ رکھنا ندوہ کے ہر طالب علم، ہر ذمہ دار اور بہی خواہ کا فرض ہے۔ (محمد الحسنی)

([illegible])